chieve our target.

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ

تقریر

شمس العلماء

علامہ سید علی الحائری قبلہ اعلی اللہ مقامہ

المسمیٰ بہ

موعظہ

تحریف قرآن

جس کو

انجمن ارتقاء حسینیہ حلقہ نمبر ۲ متعلقہ شیعیان لاہور

نے شائع کیا ۔

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحٰفِظُوْنَ

ایڈیشن سوم

۲۶۔ فروری ۱۹۲۳ء کی معرکتہ الآراء تقریر

منجانب مقرر علام

حجۃ الاسلام والمسلمین صدر المفسرین ضیاء الملۃ والدین رئیس الشیعہ ملاذ الشیعہ سرکار شریعتمدار شمس العلماء علامہ سید علی الحائری صاحب قبلہ مجتہد العصر والزمان

المسمّٰی بہ

موعظہ تحریف قرآن

جسے

خاکسار سید محمد رضی الرضوی القمی

نے بسعئ بلیغ ترتیب دیا!

حسب فرمائش

مینیجر کتب خانہ حسینیہ حلقہ ۵۲ موچی گیٹ لاہور

بار سوم ۱۹۵۸ء قیمت ۷/ سات آنے

بِاسمہٖ سُبحانَہٗ

انعقاد مجلسِ علمیہ

متعلقہ

مسئلہ تحریفِ قرآن

التماس ہے کہ اس وعظ اور رسالہ موعظہ تحریف قرآن کا سبب یہ ہوا ہے کہ ہرچند اہلسنّت جماعت صدیوں سے خلاف واقع شیعوں کو یہ طعن کرتے چلے آئے کہ شیعہ تحریف قرآن کے معتقد ہیں۔ شیعوں کا قرآن چالیس پاروں کا ہے وغیرہ وغیرہ۔ مگر امن پسند شیعوں نے ہمیشہ صبر و تحمل سے کام لیا اور ہمسایہ قوم سنیوں کے ان لچر و پوچ طعنوں اور تہمتوں کی طرف اسلئے توجہ نہیں کی۔ کہ مخالفین اسلام خاصکر آریوں کو اسلام اور مسلمانوں پر اعتراض کرنے کا موقع نہ مل سکے۔ مگر جب لاہور کی ایک دشمن اسلام انجمن کیطرف سے سلسلہ اشاعت ۵ع پمفلٹ بابت ماہ جنوری ۱۹۲۳ء جسکا نام اور عنوان ہی یہ رکھا گیا ہے کہ "کیا رافضیوں کا ایمان قرآن پر ہے یا ہو سکتا ہے" کسی عمر بٹ[۱] کے نام سے طبع و شائع ہوا ہے۔

۱؎ بٹ کشمیری زبان کا لفظ ہے۔ اور ہندو کو کشمیری زبان میں بٹ کہتے ہیں۔ یہ معجزہ ہے کہ اس پمفلٹ کے مشتہر نے حق اور سچی بات کو خود ہی اپنی قلم سے لکھ کر شائع کر دیا ہے۔ (شاباش مرحبا)

عمر بٹ صاحب مصنف نے اگرچہ محض شیعوں کو رنج پہنچانے کی غرض سے ایسے پمفلٹ کے مشتہر کا نام عمر لکھا جس کا عنوان ہی شیعوں کا بے ایمان ہونا مرقوم ہے۔ مگر قدرت نے اس جھوٹ کی سزا فوراً ہی اس جھوٹے عمر کو یہ دی کہ اس کے اپنے ہی قلم سے عمر بٹ لکھا دیا جس سے شیعوں کو بے ایمان لکھکر اپنی قلم سے خود یہ جھوٹا عمر (بٹ) ہندو ہونے کا مدعی ہوا۔ یہ نادر واقعہ ہے کہ کشمیری عمر (بٹ) ہندو ہونیکا بھی مدعی ہے اور قرآن پہ ایمان رکھنے کا بھی دعویدار۔ ۱۲
سیکرٹری ینگ مین سوسائٹی۔

اور اس میں بزعم خود عمر بٹ نے آٹھ عقیدہ ہائے کفر کا نمبروار الزام شیعوں کے سر تھوپ کر پبلک میں غلط فہمی پھیلانیکی ناجائز کوشش کی ہے۔ اسلیئے شیعوں کو انکے اس ناجائز رویہ سے مجبور ہو کر دفاعیہ رنگ میں مسئلہ تحریف قرآن پر روشنی ڈالنے اور اس ناپاک اور قابل نفرت عقیدہ سے شیعوں کو بری الذمہ ثابت کرنیکی ضرورت محسوس ہوئی۔ افسوس ان نادانوں نے خواہ مخواہ چھیڑ چھیڑ کر شیعوں کو بادل ناخواستہ اس مسئلہ تحریف قرآن پر مجلس علمیہ منعقد کرنے اور موعظہ تحریف شائع کرنے کیلیئے مجبور کر دیا۔ اسلیئے کہنا پڑتا ہے کہ اس جلسہ تحریف کے انعقاد اور موعظہ تحریف کے اشاعت کا باعث بھی خود اہلسنت ہوئے ہیں ع

اے بادِ صبا ایں ہمہ آوردہ تست

غرض اس جدوجہد کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ مجلس علمیہ تحریف کا منعقد ہونا باتفاق آرا قرار پایا۔ اور ایک بہت بڑا پوسٹر چھپکر شہر کے کوچہ اور بازار کی دیواروں پر جابجا چسپاں کیا گیا جو حسب ذیل ہے۔

تحریف قرآن

کے متعلق مجلس علمیہ کا انعقاد!

بڑا فلک کو مگر دل جلوں سے کام نہیں ❊ جلا کے خاک نہ کردوں تو داغ نام نہیں

خداوند ذوالمنن کا یہ فضل و کرم اور بہت بڑا احسان ہے کہ فرقہ خوارج و دشمنان ادارہ الاصلاح و انجمن معین الاسلام) اہلبیت علیہم السلام نے جب سے برادران و بزرگان اہل سنت سے علیحدگی اختیار کرکے علانیہ دشمنی خاندانِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آغاز کیا ہے۔ شیعان حیدر کرار غیر فرار کی جانب سے نہایت متانت و سنجیدگی کیساتھ مہذبانہ پیرایہ میں دلائل قاطعہ و براہین ساطعہ سے دندان شکن تحریری و تقریری جوابات

ان کو دیئے جا چکے ہیں۔ جس سے پبلک کو تحقیق حق و ابطال باطل کا خوب موقع مل رہا ہے
اور کثرت سے طالبان حق مذہب حقہ میں شامل ہو کر حق پرستی کا لطف اُٹھا رہے ہیں
اس میں شک نہیں کہ قبلہ و کعبہ صدر المفسرین شمس العلماء علامہ حائری صاحب مجتہد
العصر و الزمان مدظلہ کے کلام بلاغت نظام نے فی الواقع مسیحائی کا کام دیا اور یقیناً باطل
پرستی کو کچل ڈالا۔ چنانچہ اسی سلسلہ مواعظ میں ۲۸ / اکتوبر ۱۹۲۲ء کا وعظ بھی تابلدید تھا۔
جو ہمیشہ یادگار رہیگا۔ ہر طرح و ہر پہلو و ہر آئین سے بہت مفید ثابت ہوا (دعا ہے کہ
خداوند عالم علامہ حائری صاحب مدظلہ کے دولت و اقبال میں روز افزوں ترقی بخشے
جنکے وجود ذیجود کے باعث اس زمانہ میں دین حقہ کی ترقی کا ستارہ چمکا) اگرچہ اس عظیم
الشان وعظ کی تردید کے خیال سے انجمن معین الاسلام نے حتی الامکان کوئی پہلو اٹھا
نہیں رکھا اور پے در پے بیرونجات سے اپنے علماء کو بھی بُلایا۔ ور جگہ بہ جگہ وعظ منعقد
کر کے ایڑی چوٹی کا زور لگایا۔ مگر وہ کامیاب نہ ہو سکے۔ بلکہ ان کے عالموں کو مجمع عام میں
علی الاعلان اقرار کرنا پڑا (بقول منشی محمد معراج الدین خادم ٹیلر ماسٹر بانی دائرۃ الاصلاح
و مصنف رسالہ دعوتِ صلح) اب ارکین دائرہ و معین عوام میں یہ افواہ پھیلا رہے
ہیں۔ کہ شیعہ تحریف قرآن کے قائل ہیں۔ نعوذ باللہ من ذالک یہ بھی سراسر جھوٹ
اور بیچارے شیعوں پر بہتان عظیم ہے۔ فرقہ شیعہ ہرگز اور قطعاً تحریف قرآن کا قائل
نہیں۔ اور یقیناً وہ ان فاسد عقیدوں سے مُبرا ہے۔ یہ خواہ مخواہ پبلک میں مغالطہ
ڈالنے کی ناپاک کوشش کی گئی ہے۔ جو کبھی بھی کامیاب نہ ہو گی ٭

چنانچہ اس مسئلہ کی اصلیت کو زیر نگاہ رکھ کر مجلسِ منتظمہ ینگ مین سوسائٹی خواجگان
نارووالی نے ایک جلسہ میں متفقہ طور پر یہ ریزولیوشن پاس کیا ہے۔ کہ ضرور ایک مجلس
علمیہ قائم کر کے مجمع عام میں اپنے پاکیزہ خیالات کا اظہار کیا جائے۔ جس سے اہل اسلام
کو واضح طور پر روشن ہو جائے گا کہ تحریفِ قرآن کا قائل ناقل اور عامل فرقہ اہلسنت جماعت ہے

اور الزام تحریف کا شیعونکو دیا جاتا ہے۔ (کاش کہ وہ الزام دینے سے پہلے اپنے گھر کی خبر لے لیتے)

لہذا بدیں غرض بتاریخ ۸۔ جمادی الثانی ۱۳۴۱ھ مطابق ۲۶ جنوری ۱۹۲۳ء بروز جمعۃ المبارک شام کے ٹھیک ۸ بجے امام باڑہ خواجگان نارووالی واقعہ محلہ چہل بیبیاں اندرون اکبری دروازہ لاہور میں جناب صدر المفسرین بدر المدققین سرکار شریعتمدار حجۃ الاسلام نائب الامام حضرت علامہ حائری صاحب مجتہد العصر والزمان زاد اللہ حشمتہ و رفع اللہ قدرہ اپنی شہرہ آفاق فصیح البیانی و قادر الکلامی سے مسئلہ تحریف قرآن کے متعلقہ اعتراضات کو صاف کرتے ہوئے اکابر اہلسنت کی مستند کتب پیش کریں گے۔ امید ہے کہ جمیع بزرگان و برادران اسلام اس مجلس علمیہ میں شرف اندوز ہو کر اجر عظیم حاصل کریں گے ؀

المشتہر:۔ آنریری سیکرٹری ینگ مین سوسائٹی خواجگان نارووالی لاہور

اس اہتمام سے تشہیر کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ تمام شہر میں ہندو مسلمان۔ آریہ۔ مختلف مذاہب کو اس مسئلہ تحریف سے خاص دلچسپی ہونے کے سبب وقت مقررہ سے پیشتر امامباڑہ خواجگان میں ہجوم عام و اژدحام کے باعث تل دھرنے کو جگہ باقی نہ رہی تمام دالان۔ صحن۔ گیلریاں۔ ڈیوڑھی اور کوچہ آخر تک بھرا ہوا تھا۔ سُنّی علماء اور طلاب عربی بھی خاصی جمعیت کیساتھ جلسہ میں موجود تھے۔ تعلیمیافتہ طبقہ خاصکر گریجویٹ کثرت سے تشریف لائے ہوئے تھے۔ اس لیئے اس مختلف المذاہب مجمع عام کا نظارہ قابل دید تھا۔ ان متعدد مواعظ اور مجالس علمیہ کے انعقاد اور ان رسائل مواعظ کی اشاعت و طباعت کا یہ اثر ہوا ہے کہ بفضلہ تعالیٰ بعض عوام الناس اور چند فضلاء طلباء عربی اور ایک جماعت طلباء کالجیٹ نے مذہب حقہ شیعہ اختیار کر کے نجات دارین حاصل کی۔ جیسا کہ شیعہ ینگ مین سوسائٹی خواجگان کی طرف سے چونتیس ۳۴ سنیوں کے نیئے شیعہ ہونے کا ایک پوسٹر فروری ۱۹۲۳ء میں طبع و شایع ہو چکا ہے۔ اور بعض نوشیعہ جائیدادوں سے محروم کیئے جانے کے خوف سے اپنا پتہ

اور نام ابھی شائع کرنا نہیں چاہتے۔ دہ سو سے زیادہ کی تعداد میں ان سے علاوہ ہیں جو بضرورت اس وقت حالت تقیہ میں ہیں۔ قبل از وقت ہم بھی ان کے نام ابھی شائع کرنا پسند نہیں کرتے۔ کیونکہ چند نو شیعوں کے علانیہ ہونے پر معلوم ہوُا ہے۔ کہ وہاں کے سنیوں نے انپر رعب ڈالنا چاہا۔ مگر وہ مرعوب نہیں ہوئے اور مطمئن بالایمان ہیں۔ لیکن اس نو شیعہ جماعت میں سے جنہیں اعلان مذہب میں تقیہ کی ضرورت نہ تھی۔ اور نہ اُن کو کسی قسم کے نقصان کا اندیشہ تھا۔ اخبار "ذرّیۂ نجف" سیالکوٹ میں بھی ان کے نام اور پتہ کی مکمل فہرست طبع اور شائع ہو چکی ہے۔ البتہ ان تقریری تحریری مواعظ کے اثر سے ایسے لوگ اَب بکثرت ہیں۔ جو اس وقت تک اگرچہ کھلم کھلا شیعہ تو نہیں ہوئے مگر اپنے آبائی مذہب کی صداقت و حقیقت سے اب بالمرہ انہیں اطمینان جاتا رہا ہے۔ اور وہ بھی تحقیقِ حق کی جدوجہد میں اس وقت منہمک ہیں۔ انشاءاللہ تعالیٰ عنقریب مذہب حق میں ان کے شامل ہونے کی خوشخبری بھی آپ سُن لیں گے ؛

یہ ہے اس قلیل عرصہ کی تبلیغ کا مبارک اور کامیاب نتیجہ۔ جس کی مخالفت میں سنیوں نے اپنے مطبوعہ رسالہ میں بڑے زور سے ایک شیعہ رئیس کا قول الزام حجت کے طور شیعوں پر پیش کیا ہے۔ کہ شیعہ رئیس نے کہا "اس کشیدگی کے ذمہ دار بعض شیعی علماء ہیں۔ جو عمداً ایسی بدمزگی (تبلیغ مذہب حق) کرنا چاہتے ہیں۔ تاکہ جو کچھ عزت ہمارے خاندان کو مسلمانوں میں حاصل ہے۔ اس میں فرق پڑھ جائے۔ اس لئے وہ نہایت زور سے ایسی شر انگیز اور مفسدانہ روش (تبلیغ مذہب حق) سے اپنی علیحدگی کا اظہار کرتے ہیں" لاحول ولاقوۃ الاباللہ۔ ؛

سنیوں کے اس مطبوعہ الزام کا کسی شیعہ پر عاید ہونا۔ بعید از قیاس ہے۔ ممکن نہیں کہ شیعہ ہو کر کوئی ایسا کہے اور تبلیغ دین کرنے پر علماء کی مذمت مخالفوں سے کرتا پھرے۔ ورنہ پھر یقیناً یہ کہنا پڑے گا کہ افسوس ہے۔ ایسے شیعہ پر جو تبلیغ مذہب

حق اور اس میں مزید توقع کامیابی حاصل ہونے پر بھی وہ اپنی خاندانی عزت کے زوال کی خواہیں دیکھ رہا ہے اور محض اس وہم میں وہ سنیوں کو حق پر طعن کرنیکا موقعہ دے رہا ہے ✤
ایسی صورت میں للہ آپ ہی بتائیں۔ کہ اس کے خاندان کی عزت کا لحاظ رکھا جائے۔ یا اہلبیتؑ رسالتؐ اور خاندان نبوتؐ کی عزت کا ناموس ملتِ بیضا و شریعت غرا کی عزت کے مقابلہ میں تو کوئی بھی کامل الایمان کسی کی خاندانی عزت کو وقیع نہیں سمجھیگا۔ البتہ غیر مذہب کے لوگوں سے بے تکلف خود ایسی باتیں کہدینا تو ہر عقلمند کے نزدیک اپنی ہی عزت کے زوال کا باعث ہوسکتا ہے۔ مگر مذہب حق کی تبلیغ سے کسی کے خاندان کی عزت کا زوال عجیب فلسفہ ہے۔ جس کو شاید کوئی طویل العقل عریض التجربہ عمیق التدبیر ایم۔ اے کا فلاسفر ہی سمجھ سکے گا۔ ✤
بہر حال سنیوں کے اس مطبوعہ الزام پر یقین نہیں کر سکتے۔ کہ اس شیعہ رئیس میں شیعیت کا اب صرف یہ اثر باقی رہ گیا ہو۔ کہ تبلیغ مذہب حق کو وہ شر انگیز اور مفسدانہ روش سے تعبیر کرے۔ اس لیے سنیوں کا یہ مطبوعہ الزام بظاہر کسی طرح قابلِ اعتماد نہیں خیال کیا جاسکتا۔ ✤

مقدمہ موعظہ تحریف قرآن

یعنی اعلیحضرت حجۃ الاسلام والمسلمین صدر المفسرین شمس العلماء سرکار علامہ السید علی الحائری صاحب قبلہ مجتہد العصر و الزمان!

نے بتاریخ ۲۶، ماہ جنوری ۱۹۲۳ء امام باڑہ خواجگان نارووالیان

کوچہ چہل بیبیاں۔موچی دروازہ لاہور میں بوقت ۹ بجے شام اہلسنت جماعت کی معتبرہ کتابوں سے بحوالہ مطبع۔نام مصنف صفحہ وسطر تحریف قرآن اعتقاد اہلسنّت۔اور عدم تحریف قرآن اعتقاد شیعہ ہونا ثابت کیا۔

حضور قبلہ وکعبہ صدر المفسّرین دام ظلہ نے ارشاد کیا۔عزیزو۔دوستو! قبل اس کے مسئلہ تحریف پر میں کسی قسم کی روشنی ڈالوں۔آپ کی بذل توجہ کا خواہشمند ہوں۔کہ حضرات اہلسنّت کا آپ کو رہین منّت ہونا چاہیئے۔جن کی چھیڑ چھاڑ کی بدولت آپ کو مذہب حق میں بشارت "ویدخلون فی دین اللہ افواجا" کا مسرّت بخش نظارہ نصیب ہوا۔ہمارے کرمفرما اگر ہم پر ان مسائل متنازع فیہا میں اتہام وبہتان لگاکر ہم کو دفاعی رنگ میں ازالۂ تہمت اور جواب دہی پر آمادہ نہ کرتے تو اس کثرت کے ساتھ یہ سعید روحیں کیونکر دائرۃ النجات (شیعہ مذہب) میں داخل ہو سکتیں فرمایا۔پس میری التماس یہ ہے کہ تمام شیعوں کو اس حیثیت سے سنیوں کا عموماً اور دائرۃ الاصلاح ومعین الاسلام کا خصوصاً شکر گذار ہونا چاہیئے۔جنکی اس تحریک سے دونوں فریق کا جمود وسکون طویل زائل ہو کر دونوں فرقوں میں تحقیق حق کا مذاق اور جذبہ پیدا ہو گیا ہے اور طالبانِ حق کو آخر حق نے اپنی چمک دکھا کر اپنے اندر جذب کر ہی لیا۔دوستو! یاد رکھو کہ نیک نیّتی سے تبادلۂ خیالات کرنا اور بعد تحقیق کے کسی مفید نتیجہ تک باطمینان پہنچ جانا نہایت مبارک کام ہے۔جس کو ہر انجام بیں سعید الفطرت پسند کرتا ہے۔بشرطیکہ یہ سب کچھ ایمانداری، نیک نیّتی اور تعصب سے بالکل علیحدہ رہ کر ہو۔+

ارشاد کیا۔حقیقت میں اسی جدوجہد کا نام مشن ہے۔اور جو کام کہ اس نیک نیّتی سے

ہوگا وہی تبلیغ ہے۔ قرآن نے بھی اسی اصول کو تبلیغ کے لئے حسب ذیل لفظوں میں بیان کیا ہے "ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر واولٰئک ھم المفلحون"۔

اور چاہیئے کہ تم میں ہر وقت ایک ایسا گروہ موجود رہے جو لوگوں کو بھلائی کیطرف بلاتے رہیں۔ اور نیک باتوں کا حکم دیں۔ اور بُری باتوں سے روکیں اور یہی کامیاب ہونیوالے ہیں

غور فرمائیں یہاں کامیابی کا دارومدار اس بات پر رکھا ہے۔ کہ مسلمانوں میں ایک گروہ داعیان اسلام کا موجود رہے۔ کیونکہ الخیر کا لفظ جسکی طرف دعوت کا حکم دیا ہے اس سے مُراد دینِ اسلام اور ثقلین یعنی قرآن مجید اور عترت طاہرہ ہے۔ کیونکہ سب بھلائی کی راہیں یہاں بتادی گئی ہیں۔ مقصود یہ ہے کہ اگر دنیا میں تم ایک کامیاب اور زندہ قوم رہنا چاہتے ہو۔ تو ضروری ہے کہ تم میں ایک گروہ مبلغین اسلام حقیقی کا رہے گویا اس میں اصول سائنس کی طرف متوجہ کیا ہے کہ اگر تم اس کوشش میں نہیں لگے رہوگے کہ دوسروں کو دینِ اسلام میں داخل کرو۔ تو پھر تم کامیاب کبھی نہیں رہ سکتے۔ کیونکہ اگر ترقی کی کوشش جاتی رہی تو تنزل اور انحطاط کا آجانا لازمی ہے۔

جب ہم تاریخ اسلام پر نظر ڈالتے ہیں۔ تو اس اصولِ قرآنی کی صداقت بیّن طور پر نظر آجاتی ہے۔ ابتدار اسلام کا زمانہ تو وہ تھا۔ کہ ہر ایک سچے مومن کے اندر دعوت الی الحق کی ایک زبردست روح کام کرتی نظر آتی ہے۔ دیکھو اور غور کرو۔ کہ ولایت مآب جناب امیرؑ اور حسنینؑ علیہم السلام اور اُن کے نقشِ قدم پر چلنے والوں نے دعوت الی الحق کو ہی اپنی زندگیوں کا اصلی مقصد سمجھ رکھا تھا۔ اسی لئے اسلام ایک حیرت انگیز سُرعت کیساتھ دُنیا میں پھیلتا چلا گیا۔ اور اس جوش و تڑپ نے جو یہ بزرگوار اشاعت اسلام کے لئے رکھتے تھے۔ داعیان اسلام کو دُور دُور کے ممالک میں پہنچا دیا اور اس طرح پر تھوڑے عرصہ کے اندر ایک انقلاب عظیم انہوں نے پیدا

کر کے دِکھا دیا۔ پھر بعد اس کے ایسا زمانہ آیا۔ کہ سلاطین و رؤساء اسلام تو اس اہم فرض کی طرف سے بالمرّہ غافل ہو کر تعیّشات میں گرفتار ہو گئے اور علمائے اسلام دعوت الی الحق کے کام میں لگے رہے۔ اور وہ بزرگ جن کے ناموں پر آج لاکھوں نفوس قربان ہوتے ہیں۔ ان کی یہ عزّت محض اسلام کی اس خدمتگذاری سے ہوئی۔ مگر افسوس کہ ان بزرگواروں کے گذر جانے کے بعد ان کے قائم مقاموں نے ان کی گدّیوں کو پیسے کمانیکی مشین اور ذریعہ بنا لیا۔ جس کی وجہ سے تبلیغ اور دعوت الی الاسلام کا کام قریباً بالکل ہی جاتا رہا۔ اور اس سے اسلام کو جسقدر نقصان پہنچا۔ اسکی تلافی اگر ناممکن نہیں۔ تو دشوار ضرور ہے۔ خوب یاد رکھو۔ کہ مسلمانوں کے ادبار کے دن وہی پاؤ گے جب انہوں نے جدوجہد کے اس مقدّس فریضہ کو ترک کر دیا۔ اور یہ سمجھ لیا۔ کہ اب ہم بڑی قوم ہیں ہمیں آئندہ تبلیغ کی ضرورت نہیں۔ ادھر انہوں نے جدوجہد کو چھوڑا۔ ادھر ترقی کی بجائے اُن میں تنزل شروع ہو گیا حتےٰ کہ اس زمانہ میں اسلام دوسری اقوام کے حملوں کا آماجگاہ ہو گیا۔ اور بہت سے اسلام کے نام لیوا دوسرے مذاہب میں چلے گئے۔ یہ ادبار تبلیغ اسلام کے کام کو چھوڑنے کا لازمی نتیجہ تھا۔

سُنتے ہو کیسے کیسے پاک اصول فلاح کے مسلمانوں کو اس پاک کتاب کے ذریعہ دیئے گئے تھے۔ دوسرے لوگوں نے ان سے فائدہ اُٹھایا اور کامیابیاں حاصل کیں مگر مسلمانوں نے ان قومی اتخذوا ھذا القرآن مھجورا کا مصداق اپنے آپکو ثابت کر کے دکھایا دوسری قومیں تو قرآن مجید کے پاک اصولوں سے متمتع ہوئیں اور نہ ہوئے تو شیعہ کس قوم کی مقدّس کتاب میں یہ اصول باندھا گیا ہے۔ کہ تم میں ایک جماعت دعوت الی الحق کے لئے رہے۔ سوائے قرآن کے یہ اصول کسی کتاب میں نہ پاؤ گے۔ مگر عملی طور پر کونسی قوم ہے۔ جو آج دنیا میں اس اصول کی تارک نظر آتی ہے۔ سوائے شیعوں کے کوئی نہیں۔ ہر ایک قوم کو فکر لگی ہوئی ہے۔ کہ دوسروں کو اپنا ہمخیال بنائے۔ ہر ایک قوم شب و

روز جدوجہد میں ہے اور سکون کو اپنے لیے موت سمجھتی ہے۔ مگر شیعہ جن کی کتاب نے زندگی کا اصول جدوجہد کو بتایا ہے۔ ایسے غافل ہیں کہ ہر حالت میں جمود و سکون سے باہر نکلنا ہی نہیں چاہتے۔ اپنے مذہب کی تبلیغ سے کلیۃً بیفکر اور غافل ہیں۔ نہ مبلغ پیدا کرنے کا سامان ہے نہ دنیا کی ضروریات کی خبر ہے۔ نہ مذہب پر حملوں کی پرواہ ہے نہ دوسرے مذاہب سے کچھ واقفیت ہے۔ دوسرے مذاہب کے واعظ اور مشنری ہر شہر اور گاؤں میں پھر نکلے ہیں۔ دوسرے مذاہب کی کتابیں عربی۔ انگریزی اور اردو۔ زبانوں میں ترجمہ ہو کر ان تک پہنچائی جا چکی ہیں۔ مگر خود شیعوں کی یہ حالت ہے کہ نہ صرف ان کے واعظ اور ان کی کتابیں دوسروں تک نہیں پہنچیں۔ بلکہ اپنے گھر کے اندر بھی انہوں نے پھوٹ ڈال رکھی ہے۔ اگر دوسری قومیں بھی اپنے اپنے مذہب کی اشاعت کی طرف سے لاپرواہ ہوتیں۔ تو پھر بھی شیعوں کی یہ غفلت چنداں نقصان دہ نہ ہوتی مگر جہاں ایک سخت جدوجہد لگی ہوئی ہے۔ اور ہر مذہب اس فکر میں ہے۔ کہ دوسرے مذاہب کو اپنے اندر جذب کرے۔ تو آپ خود غور فرمائیں۔ کہ ایسے وقت میں یہ غفلت اپنی موت کے فتوے پر خود مہر لگانا نہیں تو کیا ہے۔ ؎

کچھ شک نہیں کہ قوم کی ضروریات بہت ہیں۔ اور ان سب کی طرف متوجہ ہونا بھی ضروری ہے۔ مگر یاد رکھو کہ زندگی اور موت کا سوال سب سے مقدم ہے۔ اگر دوسری ضروریات قوم کی بعض بیماریوں کا علاج ہیں۔ تو اشاعت و تبلیغ مذہب حق کا سوال قوم کی بقار کا سوال ہے۔ اس کی طرف ایک لمحہ بھی غفلت کرنا سراسر ہلاکت اور فنا کا باعث ہے۔ ؎

لیکن اس میں بھی شبہ نہیں کہ جس قدر یہ کام اہم ہے اسی قدر زیادہ شیعہ اس طرف سے غافل ہیں اور وہ ایک طرح حق بجانب بھی ہیں کہ انکو اسطرف توجہ ہی نہیں دلائی گئی ورنہ اپنے موالی طاہرین علیہم السلام کی طرح جسقدر کہ شیعوں میں ایثار کا مادہ موجود ہے

کسی دوسرے فرقہ میں موجود نہیں ہے۔ اس لئے شیعہ مشن کی طرف قوم کی توجہ منعطف نہیں ہوئی تھی۔ اور قدرتی نشوونما خود بخود ہوتا گیا اور اب جبکہ پنجاب شیعہ مشن نہ صرف لفظی عمارت میں تیار کیا گیا۔ بلکہ بفضلہ تعالیٰ اُنکو عملی جامہ بھی پہنا دیا گیا ہے۔ تو اب قوم کا فرض ہے۔ کہ وہ کوئی مستقل انتظام اس کے بقاء اور قیام کے لئے کرے۔؛

خوب یاد رکھو کہ جہاں کامیابی کی موہوم اُمید بھی ہو۔ وہاں لوگ اپنا مال پانی کی طرح بہا دیتے ہیں۔ مگر یہاں کھلی کھلی بے نظیر کامیابی مشاہدہ کرنے کے بعد بھی اگر فراموشی سے کام لیا جائے۔ تو اس کا کوئی علاج نہیں ہے۔ گویا وہ خود کو دوسروں میں خود مستہلک کر دینا ہے۔ کیا یہ افسوس کی بات نہیں۔ کہ چند باہمت افراد کے سوا۔ ہندوستان کے کئی کروڑ شیعہ یہ سمجھے بیٹھے ہیں کہ ہمیں شیعہ مشن سے کیا سروکار ہے شیعیت زندہ رہے۔ خواہ دوسروں میں مستہلک ہو جائے۔ ان کو یہ معلوم نہیں۔ کہ "لیظھرہ علی الدین کلہ" کا حتمی وعدہ بھی اسکا پورا ہو کر رہے گا۔ لیکن ان لوگوں کی ہمت پر جو اس وقت موجود اور حاضر ہیں۔ اور نتائج کو دیکھ رہے ہیں۔ یہ کتنا بڑا دھبہ ہوگا۔ اگر انہوں نے اس وقت ہمدردان کے اس کام کو ترقی دینے کی بجائے اس سے بے توجہی قائم رکھ کر بگاڑ دیا۔ اس لئے سب برادران شیعہ کی خدمت میں یہ گویا اپیل ہے کہ اس وقت کو ہاتھ سے نہ جانے دیں۔ اس وقت محض خدا کی رضا کے لیے خدا کے دین حق کی عظمت کے لئے۔ خدا کی توحید قائم کرنے کیلئے۔ مذہب حق کی اشاعت میں کمربستہ کھڑے ہو جائیں۔ ہمت دکھائیں۔ اور اپنے سلف کے نقش قدم پر قدم رکھ کر ثابت کر دیں۔ کہ شیعہ قوم مذہب حق کی تبلیغ کے لئے کیسے ایثار کرنے والی قوم ہے۔ اور اس کی ہمت کسقدر بلند ہے۔؛

شیعوں میں بھی خیرات کثرت سے ہوتی ہے۔ خیرات پر بھی روپیہ خرچ ہوتا ہے وہ خود سمجھ لیں کہ انکی خیرات کا سب سے بہتر مصرف۔ اور اس وقت نیکی کے کاموں میں

سب سے مقدم اور اہم کام اشاعت و تبلیغ مذہب حق کا کام ہے۔ اور بلا شبہ اس میں ایک درم خرچ کرنا ایک لاکھ درم کے ثواب سے بھی زیادہ اجر رکھتا ہے۔

پس یہ مسلم ہے کہ شیعہ مشن کا قیام دوام ہو نہیں سکتا۔ جبتک کہ ہر ایک شیعہ اس میں عملی رنگ میں نہ شامل ہو جائے۔ صرف زبانی تائید اور تحسین سے یہ کام نہیں چل سکتا۔ یہی قوم کی موت و حیات کا سوال ہے۔ اگر خدانخواستہ شیعوں کی غفلت سے اس مشن کو نقصان پہنچا۔ تو شیعہ جو پہلے ہی ہمت ہار بیٹھے ہیں۔ پھر شاید کبھی بھی اپنے مذہب حق کو دوسرے تک پہنچانے کی جرأت نہیں کر سکیں گے۔

تم نے کبھی غور کیا ہے۔ کہ مذہب حق کی تبلیغ و اشاعت کیلئے تمہارے بزرگوں نے کیا کچھ کوششیں کی ہیں۔ تھوڑے سے مال سے تم اس اجر عظیم میں شریک ہو سکتے ہو جو گھروں۔ مالوں اور جائیدادوں کو چھوڑ کر اور جانوں کو خدا کی راہ میں دے کر پہلوں نے پایا ہے۔ اس چھوٹی قربانی کے لئے بھی جو در حقیقت قربانی کے نام کی مستحق بھی نہیں ہے جو شخص تیار نہیں ہو سکتا۔ وہ مذہب حق کی اس خدمت سے پہلو تہی کر کے اسلام کا کچھ نہیں بگاڑتا۔ بلکہ اپنا ہی نقصان کرتا ہے۔ اسلیئے میں جملہ مومنین کی خدمت میں درد دل سے یہ اپیل کرتا ہوں۔ کہ اپنی اپنی جگہ اس کار خیر میں اپنے آپ کو سب شریک اور معاون سمجھیں اور شیعہ مشن کے کام کا دائرہ کچھ وسیع ہو کر فی الحال چند ضروری مقامات کا دورہ ہو کر کام کی توسیع ہو جائے۔ اور کوشش میں پورا زور دے کر ہم سب "الذین جاھدوا فینا" کے مصداق اپنے آپ کو بنا دیں۔ اور نصرت خدا کے جاذب بنیں پھر "رایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا" کا نظارہ بھی دیکھنے کے مستحق ہو جائیں گے مگر یہ کام جسقدر کہ اہم ہے مشکل بھی ہے مگر ناممکن نہیں ہے۔ یقیناً یہ ایک شخص کا کام نہیں قوم کی متفقہ کوششوں پہ منحصر ہے۔ ایک وقت تھا کہ یہ کام ابتدائی حالت میں تھا۔ اور یہ وہم گذر سکتا تھا۔ کہ خدا جانے ہم اعانت کریں۔ تو وہ صحیح موقعہ پہ بھی ہے۔ کہ نہیں۔ مگر خدا

کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس نے اس بیج کو شیعوں کی آنکھوں کے سامنے بار آور کر کے اور ایک کمزور کوشش کو اپنی نصرتوں سے مالا مال کر کے کم از کم شیعوں پر حجت پوری کردی۔ اب جو شخص شیعہ مشن کی نصرت سے ہاتھ پیچھے ہٹائے گا۔ اور بخل سے کام لے گا۔ وہ یقیناً خدا کے نزدیک جواب دہ ہوگا۔

افسوس ہے تو اس بات کا کہ اشاعتِ مذہب حق ایسی بات نہ تھی جسکی طرف اسقدر عدم توجہی سے کام لیا جاتا۔ میں سچ کہتا ہوں کہ ہماری کل تحریکات قومی اہمیت کے لحاظ سے ہماری اس تحریک تبلیغ حق کے مقابل کوئی حقیقت اور حیثیت ہی نہیں رکھتی خصوصاً جب ہم ان بے نظیر عظیم الشان نتائج پر غور کرتے ہیں۔ جو اسوقت محض خدا کے فضل و احسان سے پیدا ہو چکے ہیں اور جو "سالے کہ نکوست از بہارش پیداست" کے مصداق ہیں۔ ایک نہایت ہی عظیم الشان مستقبل کو ہمارے سامنے لے آتے ہیں۔

کیا یہ امر غور طلب نہیں ہے۔ کہ عیسائی۔ آریہ۔ کن سنگلاخ پہاڑوں میں اپنے اپنے مشن کو پہنچاتے ہیں۔ اور پانی کی طرح روپے خرچ کر ڈالتے ہیں اور ہر قسم کے حیلے اور اسباب پیدا کئے جاتے ہیں۔ مگر ان سب اسباب کے مقابل جو ناکامی ان کو نصیب ہوئی وہ کوئی مخفی راز نہیں ہے۔ اگر مہتر۔ چمار اور دیگر چھوت قومیں نہ ہوتیں۔ تو یہ مشن کبھی کا خاموش ہو بیٹھتا۔ مگر ہمارا اس وقت تک نہ کوئی ہسپتال ہے نہ کوئی کالج نہ ہمارے پاس روپیہ۔ نہ ہمارے کام کرنیوالے کثرت سے مددگار محض خدا کا نام اور اس پر ایسی فوق العادت کامیابی۔ اسکی دو ہی وجہیں ہو سکتی ہیں۔ ایک یہ کہ مذہب حق فطرۃ اللہ ہے۔ "فطر الناس علیہا" جس مذہب کو انسانی طبیعت فطرۃً چاہتی ہے وہ ایمان ہے۔ دوسری طرف ہمارے مخاطب تعلیمیافتہ وہ مہذب آزاد خیال۔ وسیع القلب لوگ ہیں۔ جو اخلاقی جرأت رکھتے ہیں۔ کہ جس بات کو صحیح سمجھ لیں اس کے قبول کرنے میں انہیں گھبراہٹ یا ہچکچاہٹ ہی نہیں ہوتی۔

پس یہ مسلم ہے کہ جو شخص خلوص اور بے تعصبی کے ساتھ مذاہب کا مطالعہ کرے گا اور کل مذاہب کی تعلیمات و عقائد کو علم و عقل کی روشنی پر پرکھے گا۔ اسکو مذہب حق اہل البیت علیہم السلام قبول کرنے کے سوا کوئی چارہ نہ ہوگا۔ یہ امر یقیناً سمجھ لو کہ جب مذہبی تفتیش و تحقیق۔ عقل اور نور فراست سے ہوگی۔ تو دنیا کا مذہب صرف مذہب حق اہلبیتؑ ہی ہوگا۔ مشکل یہ ہے کہ ہم نے کل کوشش ہی چھوڑ دی۔ ذرا ہاتھ ہلا کر تو دیکھو۔ پھر دیکھ لینا چاروں طرف مذہب حق شیعہ ہی نظر آتا ہے۔ کہ نہیں۔ کیونکہ نئی روشنی ایسے مذہب کو چاہتی ہے۔ جس کے عقائد ضوابط عقل و ادراک کا خون نہ کریں جس کے شعائر سمیات سے پاک ہوں۔ جس کے اصول فرقہ بندی کے تنازعات سے ارفع ہوں۔ ہر معاملہ میں ذاتی رائے کی عزت کرے اور معلمین غیر معصومین کی ذاتی رغبت سے انسانوں کو آزاد کر کے مذہب میں انسان کو اپنے لئے غور و فکر کی ترغیب دے۔ جو نجات کو کسی انسان کی خوشنودی پر نہیں۔ بلکہ ذاتی اعمال پر منحصر بتلائے اور اس طرح "احبار (پیر پرستی) کو دنیا سے مٹا دے جس کی تعلیم بالکل صاف سادی اور تصنع سے پاک ہو۔ جو کسی چار دیواری میں داخل ہو کر چند الفاظ کے دھرانے پر اغراض مذہب کو ختم نہ کر دے۔ بلکہ مذہب کا اثر اور مذہب کے مطالبات صبح سے لیکر شام تک اور پھر شام سے صبح تک ہماری زندگی کے ہر حصہ اور شاخ پر ہوں۔ اور خدا پرستی کے معاملات میں وہ مذہب ایسا خدا پیش کرے۔ جس کے صفات پر ایمان لانا انسانی تمدن و تہذیب کی روح رواں ہو۔ اور جس کی عبادت ہمارے اخلاق کی اصلاح کا موجب ہو۔؎

اگر غور کیا جائے تو بجز مذہب حق اہل البیتؑ کے کسی اور مذہب میں ایسی روحانیت نہیں مل سکتی۔ یہی وہ مذہب ہے۔ جو دنیا سے رنگ قوم اور ملک کی تمیز کو مٹا دیتا ہے۔ جو کل انسانوں میں اخوت اور وحدت کی روح پھونک کر کالے گورے کو بھائی بھائی بنا دیتا ہے۔ خدا کی محبت (تعظیم امر اللہ) اور مخلوقات کی محبت ۔

(شفقت علیٰ خلق اللہ) ہمارے میں جا دیتا ہے۔ کیا تم یہ کہہ سکتے ہو کہ یہ مطالبات مذہب حق اہل البیت ؑ کے ہی مختلف خط و خال نہیں ہیں۔ کیا یہ وہی باتیں نہیں جو قرآن مجید نے تعلیم دیں اور آئمہ معصومین ؑ نے سکھلائیں۔:

بس انہیں وجوہ پر میں یہ کہتا ہوں کہ شیعہ مشن تبلیغ مذہب حق میں ضرور کامیابی حاصل کرے گا۔ صرف زبانی جمع خرچ سے نہیں۔ بلکہ عملی صورت اختیار کر لینے میں ہی انکو ہر طرح کامیابی حاصل ہو سکے گی۔ اے ندایان قوم! ذرا انجام کو سوچو۔ یہی وہ راز ہے جس سے شیعوں کو یہ غیر معمولی کامیابی حاصل ہوئی۔ جہاں کہیں یہ مذہب حق اپنی اصلی صورت میں دکھایا گیا۔ عزیز ہو گیا۔ شیعہ مذہب آج تک غلط بیانی۔ غلط فہمی۔ افتراء۔ اور بہتان کے پردہ میں محجوب رہا جس سے دشمنانِ آل محمد علیہم السلام نے طرح طرح کی غلط بیانیوں۔ افتراؤں سے لوگوں کو متنفر کیا۔ آجتک ان حجابوں کے دُور کرنے کے لیے کوئی باضابطہ کوشش نہیں کی گئی۔ اب مخالفین کی چھیڑ چھاڑ کرنے پر جب ہم نے ذرا کوشش کی۔ حق پسند طبیعت فوراً شیعی اصولوں کی دالہ و شیدا ہو گئی۔ جب یہ حالات ہوں۔ تو پھر کیوں شیعیت کے سامنے ایک عظیم الشان مستقبل نہ ہو ہاں کوشش شرط ہے "السعی منا والاتمام من اللہ" امداد اور سرمایہ شیعہ مشن کے لیے بہم پہنچاؤ تو پھر اس روحانیت کا نظارہ اپنی حق نما آنکھوں سے دیکھ لو۔:

اصل بات یہ ہے کہ وقت پر جب کسی کام کی تحریک ہو چکی ہو تو تھوڑی سی کوشش وہ نتائج پیدا کر سکتی ہے۔ جو بے وقت کی صد گنا محنت سے بھی متصور نہیں ہو سکتا کیا اس وقت بلحاظ وقت و کمی اسباب تبلیغی کوششوں میں جو ہمیں کامیابی ہوئی ہے۔ وہ آئندہ کی کامیابی کی کافی ضمانت نہیں ہے۔ پھر کیوں اس قدر غافل سو رہے ہو۔ شیعو! اٹھو جاگو!! غفلت کو چھوڑو اور میرے ساتھ ہو جاؤ۔ میں آپ کو اس کام کی طرف بلاتا ہوں۔ جو کہ آپ کا فرض اولین ہے۔ یہی وہ کام ہے جس کے لیے۔

حضور ختمی رسالت روحی فداہ نے بعثت فرمائی اور قسم قسم کے مصائب کے متحمل ہوئے۔ حسین علیہ السلام نے اپنا اور اپنے عزیزوں کا مال و جان تک راہِ خدا میں نثار کر دیا۔ اور اپنے خون سے اس درختِ ایمان کو سینچا۔ آہ ایسی کہاں سے وہ طاقت لاؤں جو آپ کو اس فرضِ اوّلین کی طرف لے آوے۔ خوب یاد رکھو کہ تمہاری قومی اہمیت تمہاری طاقت۔ تمہاری فلاح آخرت، تمہاری دینوی اصلاح و عزت صرف اسی سلسلہ تبلیغ سے وابستہ ہے۔ اب خواہ تم مانکر اس مبارک کام میں امداد کرو۔ یا نہ کرو۔ اس کے ذمہ دار دُنیا اور آخرت میں تم خود ہوگے۔

وما علی الرسول الا البلاغ المبین

مسئلہ تحریف قرآن

ارشاد کیا صاحبان! مناسب ہے۔ کہ پہلے لفظ تحریف کی حقیقت کو آپ سمجھ لیں اس کے بعد مسئلہ تحریف کی تمام مشکلات خود بخود احسن وجوہ سے حل ہوتی جائیں گی ان شاء اللہ تعالےٰ۔ سنئے حضرات! التحریف مصدر ہے۔ باب تفعیل سے جو حرف سے ماخوذ ہے اور حرف سے حد اور طرف مراد ہے۔ اس لئے آیت میں ہے۔ من یعبد اللہ علے حرف یعنی علی طرف۔ اور دوسری جگہ فرمایا ہے۔ او متحرفا لقتال۔ یعنی قتال کے لئے کسی طرف کو مائل ہونا۔ تفسیر کبیر میں فخر رازی کہتا ہے۔ کہ تحریف دراصل حق سے کسی چیز کا امالہ ہونا ہے۔ تحریف قلم اور قلم محرّف سے قلم کو قط دیا جانا مُراد ہوتا ہے یہ تو ہوئے تحریف کے لغوی معنے۔ اب اصلاحی معنے بھی سُن لو۔:

فرمایا۔ اصطلاح مفسّرین میں کسی عبارت کے تغیر و تحویل اور کسی کلمہ کی تقلیب و تبدیل کو تحریف کہتے ہیں۔ خواہ لفظ میں یہ تغیر اور تحریف واقع ہو جیسے سراط کو صراط

بنا دیا جائے۔ یا معنے میں واقع ہو جیسے مثلاً ولیکم اللہ میں خلاف قرینہ۔ ولی کو محب اور ناصر کے معنے میں تبدیل اور تحریف کر دیا جائے۔ خواہ لفظی اور معنوی دونو قسم کی تحریف اور تبدیل کی جائے۔ جیسے مثلاً "صراطُ علیٍّ" کو صراطَ علیٌّ سے بدل دیا جائے یہ تحریف بالاعراب بھی کہلاتا ہے۔ خواہ زیادتی کر دی جائے۔ جیسے ولا الضالین۔ کے ساتھ آمین زیادہ کر دیا جائے۔ یہ سب اقسام تحریف کے ہیں :-

فرمایا دوستو! تحریف قرآن کی طرح ایک اور مسئلہ بھی ہے جو تنسیخ قرآن سے موسوم ہے اسلیئے ضروری ہے۔ کہ تحریف کیساتھ ہی تنسیخ کا مطلب بھی آپ سمجھ لیں :-

تنسیخ کے معنے ہیں دوسرے حکم سے پہلے حکم کا زائل اور باطل ہونا۔ اور اس کے لیئے سات شرطیں بیان کی گئی ہیں۔ جیسا کہ خود محدثین اور مفسرین اہلسنت نے وہ شرطیں لکھ دی ہیں :-

افادۃ الشیوخ :- مطبوعہ لاہور صفحہ ۵ سطر ۹ میں نواب صدیق حسن خان فرماتے ہیں "نسخ را شرطہا است یکے آنکہ منسوخ شرعی باشد نہ عقلی" یعنی پہلی شرط یہ ہے کہ منسوخ شرعی حکم ہونا چاہیئے نہ عقلی۔ دوم "آنکہ ناسخ منفصل و متاخر باشد از منسوخ زیرا آنکہ ہر چہ مقترن است چنانکہ شرط و صفت و استثناء مسمے بنسخ نیست بلکہ تخصیص است" یعنی منسوخ سے ناسخ علیحدہ اور بعد میں آیا ہو۔ کیونکہ جو شرط صفت اور استثناء کی طرح ساتھ نتھی ہوگا۔ وہ نسخ نہیں کہلا سکتا۔ بلکہ اس کا نام تخصیص ہے سوم "بودن او بشرع پس ارتفاع حکم بموت نسخ نبود بلکہ سقوط تکلیف باشد" یعنی نسخ کا شرع کے ساتھ ہونا ضروری ہے پس موت کی وجہ سے حکم کا اٹھ جانا نسخ نہیں کہلاتا بلکہ وہ تکلیف کا ساقط ہونا کہلاتا ہے۔ چہارم "منسوخ مقید بوقت نبود پس اگر مقید است انقضائے آں وقت نسخ نیست" یعنی منسوخ وقت کے ساتھ مقید نہیں ہوتا پس اگر مقید ہو تو وقت کا گذر جانا نسخ نہیں ہے۔ پنجم "ناسخ مثل

منسوخ باشد در قوت بلکہ اقویٰ از آں چہ در صورت ضعف مزیل قوی نتواند شد و
ایں حکم عقل است و اجماع بر آں دلالت کردہ چہ صحابہ نص قرآن را بخبر واحد منسوخ
نکردہ اند" یعنی ناسخ قوت میں منسوخ کی طرح ہو۔ بلکہ اس سے قوی تر کیونکہ ضعف
کی صورت میں ضعیف قوی کو زائل نہیں کر سکتا ہے ۔ اور یہ عقلی حکم ہے ۔ اور اجماع
بھی اسی پر دلالت کرتا ہے ۔ کیونکہ صحابہ نے نص قرآن کو خبر واحد سے منسوخ نہیں
کیا ہے ۔ ششم "دو آنکہ مقتضی منسوخ غیر مقتضی ناسخ باشد تا بدا لازم نیاید و شرط
نیست متناول بودن لفظ ناسخ چیزے را کہ منسوخ متناول او بود" یعنی ضروری ہے کہ
منسوخ کا مقتضا ناسخ کا مقتضا نہ ہو۔ تا کہ (مسئلہ) بدا لازم نہ آئے اور یہ شرط نہیں ہے
کہ لفظ ناسخ بھی اسی چیز پر شامل ہو۔ جس پر کہ منسوخ شامل ہے ۔ ہفتم "آنکہ منسوخ
جائز النسخ بود پس داخل نشود نسخ بر اصل توحید زیرا کہ وے سبحانہ لم یزل ولا یزال
باسماء و صفات خود است و ہم چنیں بر چیزے کہ تابید و توقیت آں بنص معلوم شدہ
و از اینجا دریافت شد کہ نسخ در اخبار نیست زیرا کہ وقوع آں خلاف خبر مخبر صادق غیر
متصور است" یعنی یہ ضروری ہے کہ منسوخ جائز النسخ ہو پس اصل توحید میں
نسخ داخل نہیں ہوتا۔ کیونکہ خدائے تعالےٰ اپنے ناموں اور صفتوں کے ساتھ ہمیشہ
سے ہے اور ہمیشہ رہیگا۔ اور اسی طرح جس چیز کی تابید (ہمیشہ رہنا) اور توقیت
(کسی خاص وقت تک رہنا) نص سے معلوم ہو چکا ہو۔ اس میں نسخ وارد نہیں ہو سکتا۔
اس سے معلوم ہوا کہ جس قدر آیتیں اخبار کے طور وارد ہوئی ہیں ان میں نسخ داخل
نہیں ہوتا۔ کیونکہ ایسا نسخ خلاف خبر مخبر صادق صلعم واقع ہونا غیر متصور ہے ۔"

فرمایا پس یہ یاد رکھنا چاہیے ۔ کہ اہلسنت کے ہاں ان سات شرطوں کیساتھ
کسی آیت میں نسخ وارد ہو سکتا ہے ۔ ان کے سوا بنا بر روایات اہلسنت اگر کسی
آیت میں لفظی معنوی یا اعرابی تغیر ہوا ہو۔ تو وہ نسخ نہیں بلکہ یقیناً تحریف ہے بعض سنیوں

نے جان چھڑانے کے لئے یہ رویہ اختیار کر رکھا ہے۔ کہ ان کی مذہبی کتابوں سے جب انہیں تحریف ہونا دکھایا جاتا ہے۔ تو وہ جھٹ کہدیا کرتے ہیں کہ یہ تحریف نہیں تنسیخ ہے۔ اس لئے اسی وقت فوراً اس سے مطالبہ کیا جانا چاہیئے۔ کہ وہ اپنے ان سات مسلّمہ شرطوں کیساتھ تنسیخ کو ثابت کرے۔ ورنہ ان کی ان مسلمہ سات شرطوں کیخلاف تحریف کو تنسیخ کہہ کر ٹال دینے کا ان کو کوئی حق حاصل نہیں ہو سکتا۔ اور ایسی صورت میں جبکہ وہ مسلّمہ سات شرطوں کے مطابق تنسیخ ثابت نہ کر سکیگا۔ تو لازماً اس کو تحریف قرآن کا قائل ہونا پڑیگا۔ تفسیر اتقان مطبوعہ احمدی نوع ۴۷ صفحہ ۳۱۵ سطر ۲۲ میں علامہ امام سیوطی نے تنسیخ کے متعلق ابن حصار کا قول بڑی وضاحت سے لکھا ہے

"انما یرجع فی النسخ الی نقل صریح عن رسول اللہ صلعم اوعن صحابی بقول اٰیۃ انتھیٰ بلفظہ

یعنے اس کے سوا نہیں۔ کہ نسخ قبول کرنے کے لئے رجوع کیا جائے گا ایسی صریح حدیث کی طرف جو پیغمبر صلعم سے منقول ہو۔ یا ثقہ صحابی سے جسپر ناسخ آیت کو جود ہو۔

ایضاً صفحہ ۳۱۶ سطر (۱) میں ہے ولا یعتمد فی النسخ قول عوام المفسرین بل ولا اجتہاد المجتہدین من غیر نقل صحیح ولا معارضتہ بینہ لان النسخ یتضمن رفع حکم واثبات حکم تقرر فی عہدہ صلعم فالمعتمد فیہ النقل والتاریخ دون الرائے والاجتہاد۔

یعنی تنسیخ آیت میں عام مفسروں کے قول بلکہ مجتہدوں کے محض اجتہاد کا بھی کوئی اعتبار نہیں ہو سکتا جب کہ حدیث صحیح سے تنسیخ نہ ثابت ہو جائے جس کے معارض کوئی بینہ اور برہان موجود نہ ہو۔ کیونکہ نسخ کسی (قرآنی) حکم کے ازالہ یا اثبات پر شامل ہے۔ جو عہد پیغمبر صلعم میں مقرر ہو چکا ہو اس لئے کسی آیت کو منسوخ قرار دینے کیلئے حدیث اور تاریخ کی ضرورت ہے نہ کسی کی رائے اور اجتہاد کی۔

فرمایا۔ دوستو! کیوں سُن لیا۔ امام سیوطی نے صاف کہدیا ہے کہ جب تک حدیث صحیح سے یہ ثابت نہ ہو جائے۔ کہ فلاں منسوخ آیت کے لئے فلاں ناسخ آیت بتصدیق پیغمبر صلعم آئی ہے۔ اس وقت تک کسی مفسّر یا مجتہد کی ذاتی رائے سے کوئی قرآنی آیت منسوخ نہیں قرار پاسکتی ۔

عظمتِ قرآن مجید کا ذکر

کرتے ہوئے فرمایا۔ صاحبان! یہی وہ جامع العلوم قانونِ الٰہی ہے۔ جس کے بعد قیامت تک کسی اور آسمانی کتاب کی ضرورت نہیں رہی۔ قرآن کی سب سے بڑی عزت اور عظمت صرف اس میں نہیں ہے کہ اس کو زربفت اور ریشمی عمدہ رومالوں اور غلافوں میں مضبوط گرہیں لگا کر بلند طاقچوں پر رکھ دیا جائے۔ نہیں ہرگز نہیں۔ بلکہ قرآن کی سچی اور واقعی تعظیم و تکریم حقیقۃً یہی ہے کہ سمجھ کر اس کی روزانہ تلاوت کی جائے اور اس کے احکام۔ اوامر و نواہی کی تعمیل کو فرضِ عین سمجھ لیا جائے۔ فی الواقع ہر مسلم کا یہ فرض ہونا چاہیے کہ وہ قرآنی علم و عمل میں پیغمبر اسلام علیہ و آلہ السلام کا اسوۂ حسنہ حاصل کرے۔

ارشاد کیا۔ دوستو! اس مقدس کتاب کی سب سے بڑی خصوصیت۔ جس میں دُنیا کی کوئی کتاب اس کا مثل ہونے کا دعویٰ نہیں کر سکتی۔ وہ حیرت انگیز روحانی انقلاب ہے جو اس کے ذریعہ سے دُنیا میں نمودار ہوا۔ اور اسی کی طرف اس کے ان پاک الفاظ میں اشارہ ہے۔ جن سے یہ کتاب (قرآن) شروع ہوتی ہے۔

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ۔

یعنی کتاب (قرآن) اس میں کوئی شک نہیں ایک عظیم الشان اور کامل ہدایت متقیوں کے لئے ہے۔

فرمایا۔ یہ بات کہ جو انقلاب اس کتاب نے پیدا کیا۔ اس کی کوئی نظیر دنیا کی تاریخ

میں نہیں ملتی۔ سب کو مسلم ہے پیغمبر اسلام علیہ و آلہ السلام جو تمام نبیوں سے اور تمام مذہبی مصلحوں سے بڑھ کر کامیاب ہوئے۔ تو یہ کامیابی اسی پاک کتاب (قرآن) کے ذریعہ سے وقوع میں آئی۔ اس کے احکام نے ہر قسم کی خطرناک بدیوں کو جو ہزاروں سالوں سے جڑ پکڑے ہوئے تھیں۔ جیسے بُت پرستی۔ شراب خوری وغیرہ خس و خاشاک کی طرح نابود کر دیا۔ اور جزیرہ نمائے عرب میں ان کا نام و نشان تک باقی نہ چھوڑا۔ خطرناک جنگجو قوموں کو جن کی عداوتیں صدیوں سے چلی آتی تھیں ایک متحد قوم بنا دیا۔ ور ایک جاہل اور ان پڑھ قوم کو اعلےٰ سے اعلےٰ علوم اور تہذیب کے علمبردار بنا کر ان کو دُنیا کا پیشرو بنا دیا۔؎

ارشاد کیا۔ عزیزو! ایک غائر نظر ڈالو۔ دیکھو قرآن کا ایک ایک لفظ اللہ تعالیٰ کی عظمت و شوکت کا ایک ایسا مؤثر نقشہ کھینچتا ہے۔ جس کی نظیر ہمیں کسی دوسری مقدس کتاب میں نظر نہیں آتی۔ اور اس طرح پہ قرآن یہ تحدی کرتا ہے۔

فاتوا بسورۃ من مثلہ۔

یعنی اس جیسی ایک ہی صورت پیدا کر دو۔ جس کا جواب دنیا میں نہیں ہو سکا؎

فرمایا۔ عرب کو چھوڑو۔ ساری نسل انسانی قرآن مجید کے نزول سے پہلے قعر ذلت میں گری تھی۔ جہالت اور تاریکی کے بادل اخلاق اور روحانیت کے آسمان پر ایسے چھائے ہوئے تھے۔ کہ روشنی کی شعاع نظر نہ آتی تھی۔ خدا کے قانون بڑی دلیری سے توڑے جاتے۔ اور الٰہی حد بندیوں سے بڑی بے باکی کے ساتھ تجاوز کیا جاتا تھا فسق و فجور کی حکومت سارے روئے زمین پہ تھی۔ مگر عرب کا ملک سب سے بڑھا ہوا تھا۔ وہ نہ صرف ہر ایک قسم کے فاحش امور کے ہی مرتکب ہوتے۔ بلکہ اُن کے ارتکاب پر اپنی مجلسوں میں اور اپنے اشعار میں فخر کرتے۔ ایک تھوڑے عرصہ کے اندر اسی قرآن کی تعلیم نے ان کو ایک خدا پرست راستباز انسانوں کی جماعت بنا کر دنیا کی

اصلاح کے لئے کھڑا کر دیا۔ اور دوسروں میں بھی انہوں نے وہی روح پھونک دی جو قرآنی تعلیم کے مطابق خود ان کے اندر کام کر رہی تھی۔ قرآن کے متعلق تمام شیعوں کا یہی عقیدہ ہے۔ اس پر شیعوں کو کہا جاتا ہے کہ قرآن پر اُن کا ایمان نہیں ہے۔ اور نہ ہو سکتا ہے۔ جیسا کہ اسی عنوان سے ایک چار ورقہ پمفلٹ لاہوری خارجیوں کی انجمن کی طرف سے شائع ہوا ہے۔ اور اس میں خاکسار کو خاص طور سے مخاطب کیا ہے۔ ان کے خواہش کے مطابق اب مجھے مجبوراً بتانا ہے۔ کہ آیا شیعوں کا ایمان قرآن پر نہیں ہے یا سنیوں کا۔ تمام محققین خاصکر تعلیمیافتہ طبقہ سے اُمید ہے۔ کہ وہ میری ان معروضات کو نوٹ کر لیں۔ اور حوالوں کے مطابق اہلسنّت کی معتبرہ کتابوں میں دیکھ لیں۔ تاکہ تحقیقی طور پر کسی مفید نتیجہ تک پہنچ سکیں۔ اب کسی جاہل کندۂ ناتراشیدہ کا زبانی یہ کہہ کر ٹال دینا کہ یہ کتاب سنیوں کی نہیں ہے۔ طبقۂ تعلیم یافتہ کے نزدیک قابل وثوق نہیں ہو سکتا۔

قرآن مجید کی عزت حضرت عثمان کی سنّت

فرمایا صاحبان! سب سے پہلے جس بزرگوار نے اپنے عمل سے دنیا کے سامنے اپنی نگاہ میں عزت اور عظمت قرآن قائم ہونے کا ثبوت دیا۔ وہ حضرت عثمان تھے۔ جس نے تعظیم و توقیر قرآن کا طریقہ اس کو آگ میں جلا دینا مقرر کیا اور ایسی جامع العلوم کتاب آلہی کو بنا بر اعتراف اہلسنّت کے ہر قسم کی تحریف سے محرّف کر دیا جس سے قیامت تک قرآن اُن کا رہینِ منت اور ممنون کرم رہے گا۔ تحریف کے مسئلہ کو تو آپ اسی جلسہ میں تفصیل کے ساتھ سُن لینگے۔ مگر خلیفۃ المسلمین حضرت عثمان کا قرآنوں کو جلانا کم از کم ان معتبرہ کتب اہلسنّت میں بقید صفحہ ضرور ملاحظہ فرمالیں۔

صحیح بخاری۔ مطبوعہ بمبئی جلد ع۲ فضائل القرآن ص۲۵ سطر۳۔
تاریخ اعثم کوفی۔ ترجمہ فارسی مطبوعہ بمبئی ص۱۴۷ سطر۸۔
روضۃ الاحباب۔ مطبوعہ تیغ بہادر جلد ع۲ ص۲۲۹ سطر۳۔
مشکوٰۃ۔ مطبوعہ محمدی دہلی۔ ص۱۵ سطر۱۲۔
تفسیر اتقان۔ مطبوعہ مطبع احمدی ص۸۴ سطر۱۸۔
صواعق محرقہ۔ مطبوعہ بہیہ مصر ص۱۰ سطر۸۔
تاریخ خمیس۔ مطبوعہ مصر جلد دوم ص۳۰۴ سطر۱۳۔
تحفۂ نذریہ۔ مطبوعہ رفاہ عام لاہور ص۵۵ سطر۱۹
سکسسرز آف محمدؐ۔ واشنگٹن ارونگ ص۱۶۰ وغیرہ وغیرہ۔

ان تمام حوالوں میں حضرت عثمان کا قرآن پھاڑنا اور جلانا دونوں قسم کی قرآنی تعظیم اور تکریم تفصیل سے مرقوم ہے۔ اور رسالہ "موعظہ حسنہ" میں ان حوالوں کی مکمل عبارتیں مع التراجم اور بعض ضروری نوٹوں کے درج ہیں۔ ملاحظہ فرما کر آپ خود ہی فیصلہ کر لیں۔ کہ آیا قرآن مجید کو پھاڑنا اور جلا دینا ایمان کا اقتضاء ہو سکتا ہے یا کیا۔

فرمایا۔ جن کو تاریخ پر عبور حاصل ہے وہ انکار نہیں کر سکتے۔ کہ حضرت ولید بن یزید بن عبدالملک خلیفۃ المسلمین نے حضرت عثمان کے احراق و تحریف قرآن کو ناکافی سمجھ کر کتاب اللہ کی یہ عزت افزائی کی۔ کہ اس پر اسقدر تیر برسائے کہ قرآن پارہ پارہ ہو گیا۔

تاریخ الخلفاء:۔ مطبوعہ سرکاری لاہور ص۲۵۳ سطر۱ میں امام سیوطی نے بھی مناقب ولید بن یزید بن عبدالملک ذکر فرماتے ہوئے یہ لکھدیا ہے۔ کہ ورشق المصحف بالسہام کہ ولید نے قرآن مجید پر تیر مارے۔ ونسق ولم یخف الاحکام

اور اس نے فسق کیا۔ اور گناہوں سے نہیں ڈرا۔

عام طور پر تواریخ میں سنیوں کے اس خلیفہ ولید بن یزید کے حالات میں ان کا کتاب اللہ (قرآن) پر تیر مارنے کا ذکر تفصیل سے مرقوم ہے۔

فرمایا۔ کیوں جناب فرمائیے! اب قرآن پر کس کا ایمان ہے۔ رافضیوں کا یا کہ خارجیوں کا تیروں سے قرآن کو غربال کر دینے کے بعد بھی اگر ایمان ویسے کا ویسا ہی رہا۔ تو سبحان اللہ ایسے ایمان کا کیا کہنا۔ ایسا ایمان آپ ہی کو مبارک ہو۔

فرمایا خلیفۃ المسلمین کے بعد اب فقیہ المسلمین کا ایمان بھی قرآن پر ملاحظہ کر لیں کہ قرآن مجید کی تعظیم و تکریم کہاں تک انہوں نے ملحوظ رکھی ہے۔

ردّ مختار میں جو سنیوں کے فقہ کی معتبر کتاب ہے۔ یہ عجیب و غریب فتوے مرقوم ہیں۔ جس سے قرآن پر ان کے ایمان ہونے کا پورا ثبوت ملتا ہے۔ لو رعف فکتب الفاتحۃ بالدم علی جبھتہ و انفہ جاز للاستشفاء و بالبول ایضاً ان علم فیہ شفاء لا باس بہ انتھیٰ بلفظہ۔

یعنی اگر کسی کو نکسیر کا مرض ہو اور سورۂ فاتحہ کو خون سے اُس کی پیشانی اور ناک پر لکھ دیا جائے تو بہ نیت استشفا جائز ہے۔ اور اسی طرح اُس کے پیشاب سے بھی لکھنے میں مضائقہ نہیں اگر اس میں شفا کی امید رکھتا ہو۔

فتاویٰ قاضی خان ص ۳۶۴ اور فتاویٰ سراجیہ برحاشیہ قاضی خان ص ۱۳۱/۴ و عالمگیری ص ۱۳۴/۵ والذی رعف فلا یرقا دمہ فاراد ان یکتب بدمہ علی جبینہ شیئاً من القران قال ابوبکر الاسکاف یجوز قیل لو کتب بالبول قال لو کان فیہ شفاء لا باس بہ قیل لو کتب علی جلد میتۃ قال ان کان فیہ شفاء جاز انتھیٰ بلفظہ

یعنی جس کی نکسیر پھوٹے اور خون نہ تھمے۔ سو اگر وہ خون کیساتھ اپنی پیشانی

پر کچھ قرآن لکھے تو جائز ہے۔ اور اگر پیشاب سے قرآن لکھے۔ اور اگر مردار کی کھال پہ قرآن لکھ لے۔ تو اگر اس میں شفاء ہو تو مضائقہ نہیں ہے۔ (معاذ اللہ) ارشاد کیا۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ (معاذ اللہ) پیشاب اور خون جیسی نجس چیز سے قرآن مجید لکھا جائے اور پھر اس میں شفا کی اُمید! نادانو! یہ بے ادبی تو خدا کے کمال غضب اور قہر کا باعث ہے۔ اس میں شفاء خاک ہو گی۔ بلکہ خدا کا قہر و غضب نازل ہوگا۔ بیماری بڑھے گی کیا عجیب کہ یہ سوء ادبی ہلاکت کا بھی باعث ہو جائے۔ یہ فتویٰ بازی قرآن کے کون سی آیت سے ماخوذ ہے (قرآن تو چیخ چیخ کر پکار کر کہہ رہا ہے "لا یمسہ الا المطھرون" جس کتاب خدا کا خالی مس کرنا بھی بنص قرآن بغیر طہارت اور پاکی کے ناجائز ہو اس کو خون اور پیشاب جیسی ناپاک چیز سے لکھنے کے لیے جائز ہونے کا فتویٰ جو مذہب دے رہا ہو۔ وہ کس طرح قرآن پر ایمان رکھنے کا جھوٹا دعویٰ کر سکتا ہے۔ شرم۔ شرم۔ شرم۔ پس میں اب یہ کہوں گا۔ کہ دوستو! شیعوں کی نگاہوں میں قرآن مجید کی عظمت اور عزت جتنی بھی ہو کم یا زیادہ۔ لیکن سنیوں کے خلفاء راشدین و فقہاء مسلمین کی نظروں میں تو بالکل ہی نہ تھی ورنہ وہ ایسے قابل شرم فتوے دینے کی کسی طرح بھی جرأت نہ کرتے ؟

اہل سنت کا قرآن ناقص ہے

فرمایا صاحبان اہلسنت جماعت نے عام طور پر یہ مشہور کر رکھا ہے کہ شیعوں کا قرآن ناقص ہے۔ یہ محض غلط بہتان اور افترا ہے۔ صرف دھوکا دینے کی غرض سے یہ لوگ ایسا کہدیا کرتے ہیں۔ سُنو۔ شیعوں کا یہی کامل قرآن ہے۔ جسکا ثبوت میرے ذمہ ہے۔ ابھی ابھی مَیں اپنے اس دعویٰ کا مدلل ثبوت آپ کے سامنے پیش کرونگا۔ مگر "عطاء وشما بلقاء شما" کے اقتضا سے پہلے انکا اعتراض انہیں کی مسلمہ کتب سے

ان پر پیش کرتا ہوں۔ تاکہ گریجویٹ اور محققیں یں تعلیمیافتہ طبقہ یہ اچھی طرح سمجھ جائے کہ ایسے لوگوں کو دوسروں پر اعتراض کرنے کا سبب اور کیا ہو سکتا ہے۔ سوا اُس کے کہ تعصّب کی عینک آنکھوں پر لگی ہوئی ہے۔ جس سے دُور کا تنکا تو بآسانی نظر آجاتا ہے۔ لیکن قریب کا شہتیر بھی دکھائی نہیں دیتا۔ اپنی مذہبی روایات سے ناواقف ہو کر خواہ مخواہ دوسروں کو چھیڑ چھاڑ کر طعن کرنے کا یہ نتیجہ ہوا کرتا ہے کہ طاعن کے مذہب کا بخیہ ادھیڑ کر۔ تمام پُرزے سامنے رکھ دیئے جاتے ہیں۔ جس پر وہ طاعن حسرت اور افسوس کے ساتھ ہاتھ ملتا رہ جاتا ہے۔:

تفسیر اتقان مطبوعہ مطبع احمدی صہ ۳۱۲ سطر ۹ میں امام جلال الدین سیوطی نے لکھا ہے۔ قال ابو عبید ہ حدثنا اسمٰعیل بن ابراھیم عن ایوب عن نافع عن ابن عمر قال لا یقولن احدکم قد اخذت القرآن کلہ ومایدریہ ماکلہ قد ذھب منہ قرآن کثیرا انتھٰی بلفظہ۔

یعنی ابن عمر سے مروی ہے کہ تم میں کوئی شخص بھی یہ نہیں دعویٰ کر سکتا کہ اس نے پورا اور مکمل قرآن تمسک کیا ہے۔ اور اس کو کیونکر معلوم ہو سکتا ہے کہ مکمل اور پورا قرآن کیا ہے۔ کیونکہ اس قرآن کا بہت سا حصہ اس میں سے نکل گیا ہے۔:

فرمایا۔ کیوں صاحب! اَب کس کا قرآن ناقص ہوا۔ شیعوں کا یا سنیوں کا۔ خلیفہ زادہ حضرت ابن عمر سنی تھا یا شیعہ۔ اس نے تو ببانگِ دہل یہ کھول کر کہہ دیا ہے۔ کہ ایک نفر بھی تم میں سے اس امر کا دعویٰ نہیں کر سکتا کہ اُسنے پورے اور مکمل قرآن کا تمسک کیا۔ کیونکہ سنیوں کے خلیفہ زادہ کے قول سے تو یہ قرآن ناقص ہے۔ پھر ناقص قرآن کا ماننے اور تمسک کرنیوالا سنیوں کا گروہ کامل قرآن کے ماننے والے شیعوں پر طعن کرنے کا کیا حق رکھتا ہے۔:

سنیّوں کے قرآن میں زیادتی

فرمایا۔ صاحبان! آپ یہ خیال نہ فرمائیں کہ سنیّوں کے اعتقاد میں صرف نقصان ہی ان کے قرآن میں واقع ہُوا ہے۔ بلکہ جہاں بعض آیتوں کا ان کی مسلمہ روایات کی بنا پر قرآن سے نکل جانا ثابت ہوتا ہے۔ زیادہ کیا جانا بھی انکی معتبر روایتوں سے ثابت ہے۔ جس سے معلوم ہُوا۔ کہ زیادتی اور کمی دونوں قسم کی تحریف قرآن میں سنیّوں کا اعتقاد اور مذہب ہے۔ نمونہ کے طور زیادتی کی بھی دو چار مثالیں سُن لیں:۔

(۱) تفسیر اتقان۔ مطبوعہ احمدی صفحہ ۱۴۲ سطر ۲ میں امام جلال الدین سیوطی رقمطراز ہے "وسورۃ عراف زید فیھا الصاد علیٰ الٓمٓ لما فیھا من شرح القصص۔ انتھٰی بلفظہ۔

یعنی سورۂ اعراف (پ ۸ ع ۸) کا شروع جو موجودہ قرآن میں المٓصٓ سے ہوتا ہے۔ یہ دراصل صرف الٓمٓ (تین حرف تھے) اس میں ایک حرف صاد اس لیے زیادہ کر دیا گیا ہے۔ کہ اس میں نبیّوں کے قصّوں کا بیان ہے:۔

(۲) ایضاً صفحہ ۱۴۲ سطر ۴ میں مرقوم ہے "ونما زید فی الرعد ر۔ لاجل الرعد والبرق۔ انتھٰی بلفظہ

یعنی سورۂ رعد (پ ۱۳ ع ۶) کا شروع جو موجودہ قرآن میں المٓرٓ سے ہوتا ہے یہ بھی دراصل الٓمٓ نازل ہُوا تھا اس میں بھی ایک حرف "ر" زیادہ کر دیا گیا کیونکہ اس سورت میں رعد اور برق کا ذکر ہے:۔

فرمایا۔ کیوں جناب فرمایئے۔ اَب قرآن میں کمی اور زیادتی ہونے کا اعتقاد سنیّوں کا ہوا یا شیعوں کا جیر ہمند گے لیے ڈوب مرنے کا مقام ہے کہ جس کے گھر کا یہ حال ہو وہ کسی کامل الایمان مذہب پہ تحریف کا بُہتان کیسے کر سکتا ہے:۔

(۳)۔ تفسیر در منثور جلد ۱ ص ۲۱۶ سطر ۳ میں سیوطی لکھتا ہے۔ کہ احمد۔ بزاز طبرانی اور ابن مردویہ نے ابن عباس اور ابن مسعود سے روایت کی ہے۔ انه کان یحک المعوذتین من المصحف ویقول لا تخلطوا القرآن بما لیس منه انهما لیستا من کتاب الله۔ انتھیٰ بلفظہ۔

یعنی ابن مسعود نے معوذتین اپنے قرآن سے کاٹ دیا تھا۔ اور کہتے تھے کہ قرآن میں غیر قرآن کو خلط و ملط نہ کرو۔ یہ دونوں سورے کتاب خدا میں داخل نہیں ہیں۔

تفسیر کبیر مطبوعہ مصر ص ۱۶۹ سطر ۱۷ میں امام فخرالدین رازی لکھتے ہیں۔ نقل فی الکتب القدیمۃ ان ابن مسعود کان ینکر کون سورۃ الفاتحۃ من القرآن وکان ینکر کون المعوذتین من القرآن۔ انتھیٰ بلفظ۔

یعنی ابن مسعود۔ سورۃ الفاتحہ اور معوذتین کے داخل قرآن ہونے سے انکار کرتے تھے۔

فرمایا۔ صاحبان! آپ نے غور کیا۔ کہ درمنثور اور کبیر سنیوں کی دونوں مسلمہ تفسیروں سے یہ ثابت ہوا کہ نہ تو سورۃ فاتحہ قرآن ہے۔ اور نہ معوذتین۔ حالانکہ حضرت عثمان کے اس جمع کیے ہوئے موجودہ قرآن میں اس وقت یہ سورتیں موجود ہیں۔ فرمائیے سنیوں کے ان مذکورہ بالا حوالوں کے مطابق زیادتی ثابت ہوئی یا نہیں۔ اب تم خود ہی انصاف کرو کہ تحریف کے دونوں قسم کمی اور زیادتی کا ہونا قرآن میں سنیوں کا مذہب ہوا یا نہیں۔

تفسیر در منثور مطبوعہ مصر جلد ششم ص ۳۵۸ سطر ۵ میں امام سیوطی نے لکھا ہے۔ سعید بن منصور۔ احمد۔ عبد بن حمید۔ بخاری۔ مسلم۔ ترمذی۔ نسائی۔ ابن جریر۔ ابن المنذر اور ابن مردویہ نے علقمہ سے روایت کی۔ انه قدم الشام فجلس الی ابی الدرداء فقال له ابو الدرداء ممن انت قال من اهل الکوفۃ قال کیف

سمعت عبد اللہ یقرأ و اللیل اذا یغشیٰ قال علقمہ والذکر والانثیٰ نقال ابوالدرداء اشہد انی سمعت رسول اللہ صلعم یقرا ھکذا و ھوالاء یریدون علی ان اقرءھا خلق الذکر والانثیٰ واللہ لا اتابعھم۔ انتھیٰ بلفظہ

یعنی علقمہ ایک مرتبہ شام میں آیا۔ اور ابودرداء کے پاس بیٹھا۔ انہوں نے پوچھا کہ تم کن لوگوں میں سے ہو علقمہ نے کہا۔ کہ میں اہل کوفہ میں سے ہوں پس ابودرداء نے کہا۔ تم نے عبداللہ کو سورۃ واللیل اذا یغشٰی کس طرح پڑھتے سُنا ہے۔ علقمہ نے کہا میں نے (بجائے وماخلق الذکر والانثیٰ کے) والذکر والانثیٰ پڑھتے سُنا ہے۔ پس ابودرداء نے کہا میں شہادت دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلعم کو بھی یہی پڑھتے سُنا ہے۔ لیکن یہ لوگ چاہتے ہیں کہ میں وماخلق الذکر والانثیٰ پڑھوں۔ بخدا میں ہرگز ان کی متابعت نہ کروں گا۔

سنیوں کے قرآنی سورتوں کا نقصان

ارشاد کیا۔ دوستو! ہاں حضرات اہلسنّت نے اسی قدر لکھنے پر اکتفا نہیں کی ہے کہ ان کا قرآن نامکمل (ناقص) ہے۔ بلکہ ان کے ہاں ایسی روایتیں بکثرت ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ ان کے اس ناقص قرآن کی سورتیں بھی ناقص ہیں جن سے ان کے خلیفہ زادے (ابن عمر) کے اس مذکورہ روایت کی تصدیق ہوتی ہے کہ فی الواقع ان کا قرآن نامکمل ہے۔

تفسیر اتقان صفحہ ۲۱۶ سطر ۱۱ میں علاّمہ سیوطی نے ام المسلمین حضرت عائشہ سے نقل کیا ہے۔ عن عائشۃ قالت سورۃ الاحزاب تقرئی زمان النبی صلعم مائتی آیۃ فلما کتب عثمان المصاحف لم نقدر منھا الا علیٰ ما

ھوالاذن انتھیٰ بلفظہ - تفسیر درمنثور مطبوعہ مصر جلد پنجم صفحہ ۱۸۰ سطر ۲۳ میں بھی علیناً یہ روایت مرقوم ہے۔

یعنی جناب ام المسلمین حضرت عائشہ نے فرمایا۔ کہ سورۂ احزاب (پارہ ۲۱ میں ہے) حضور پیغمبر اسلام علیہ وآلہ السلام کے عہد اور زمانہ میں پوری دوسو ۲۰۰ آیتیں تلاوت کی جاتی تھیں۔ لیکن سنی مسلمانوں میں خلیفہ صاحب حضرت عثمان نے قرآن لکھتے وقت (جب دوسروں کے قرآن جلوا دیئے تھے) صرف اسیقدر آیتیں سورہ احزاب میں لکھی ہیں جو اس وقت قرآن میں موجود ہیں۔٭

فرمایا۔ کیوں سن لیا آپ نے؟ بتائیے اب تحریف کا کون قائل ہے۔ بی عائشہ صاحبہ کے اس قول سے تو ثابت ہوا۔ کہ رسول کے زمانہ میں سورۂ احزاب میں نہ تنسیخ واقعہ ہوئی ہے نہ تحریف۔ کیونکہ آنحضرت صلعم کی حیات میں یہ سورہ پوری دوسو ۲۰۰ آیتوں پر مشتمل پڑھا جاتا رہا۔ اگر تنسیخ ہوئی ہوتی۔ تو رسولِ خدا صلعم پر ناسخ آیت اُترتی اور وہ سب کو معلوم ہوتی۔ مگر ازطشت ازبام یوں ہوتا ہے۔ کہ بی عائشہ یہاں صاف فرما رہی ہیں۔ کہ حضرت عثمان نے قرآن لکھتے وقت سورۂ احزاب مین بجائے دوسو ۲۰۰ آیتوں کے کل بہتر یا تہتر ۷۲-۷۳ آیتیں لکھیں۔ باقی ایک سو ستائیس یا اٹھائیس آیتیں سورۂ برات سے تحریف کر دیں۔٭

اتقان امام سیوطی صفحہ ۳۱۶ سطر ۱۳ میں زر بن حبیش سے نقل کیا گیا ہے۔
قال قال لی ابی بن کعب کاین تعد سورۃ الاحزاب قلت اثنتین وسبعین ایۃ اوثلاثا وسبعین ایۃ قال ان کانت لتعدل سورۃ البقرۃ۔ انتھیٰ بلفظہ

یعنی زر بن حبیش نے کہا ہے کہ ابی بن کعب نے مجھ سے کہا۔ کہ سورۂ احزاب کی تم کتنی آیتیں شمار کرتے ہو میں نے کہا بہتر یا تہتر ۷۲-۷۳ آیتیں۔ ابی کعب نے کہا اگر یہ سورت پوری رہنے دی جاتی۔ تو سورۂ بقر کے برابر ہوتی۔٭

فرمایا صاحبان آپ ہی انصاف سے بتائیں کہ رسول خدا صلعم کے زمانے میں جب یہ سورت پوری ۲۰۰ آیتوں میں تلاوت ہوتا رہا ہے تو سنیوں کے خلیفہ عثمان کو نصف سے زیادہ کم کر دینے کا اس میں کیونکر حق حاصل ہوا۔ طرفہ یہ ہے کہ سنی مصنف منقول عنہ سنیوں کی کتاب۔ زر بن جلیش ناقل بھی سنی۔ ابی بن کعب راوی سنی محرف حضرت عثمان سنیوں کے امام اور خلیفہ سوم۔ ڈوب مرنے کا مقام ہے کہ اسپر بھی طعن اُلٹا شیعوں پر کیا جاتا ہے۔ کہ شیعہ تحریف قرآن کے قائل ہیں۔ کیا رافضیوں کا ایمان قرآن پر ہے یا ہو سکتا ہے۔"

اب مذکورہ ثبوت کے بعد لاہوری سُنی انجمن کے نمبر ۵ پمفلٹ عنوان مذکور کے جواب میں ہم صرف اسی قدر کہتے ہیں۔ کہ شرم شرم شرم۔

سورہ توبہ کا نقصان۔ تفسیر در منثور مطبوعہ مصر جلد سوم صہ ۲۰۸ سطر ۱۷ میں سیوطی لکھتا ہے کہ اخراج کیا ہے۔ ابن ابی شیبہ۔ طبرانی۔ ابو الشیخ حاکم اور ابن مردویہ نے حذیفہ سے قال التی تسمون سورۃ التوبۃ ھی سورۃ العذاب واللہ ما ترکنا احدا الا نالت منہ ولا تقرءون منہا مما کنا نقرء الا ربعہا۔ انتھیٰ بلفظہ۔

یعنی جس سورہ کو تم توبہ کے نام سے یاد کرتے ہو۔ وہ درحقیقت سورہ عذاب ہے۔ خدا کی قسم ہم (صحابہ) میں سے ایک بھی ایسا نہیں چھوٹا۔ جس کے متعلق کوئی نہ کوئی عذاب کی آیت نہ آئی ہو۔ اور تم اس سورہ توبہ میں نہیں پڑھتے ہو۔ جو کچھ کہ ہم پڑھا کرتے تھے۔ مگر اس کا چوتھا حصہ

ایضاً صہ ۲۰۸ سطر ۳۲ میں سیوطی لکھتا ہے کہ اخراج کیا ہے ابو الشیخ نے عکرمہ سے کہا کہ اس نے کہا۔ قال عمر فرغ من تنزیل براۃ حتیٰ ظننا انہ لم یبق منا احد الا ینزل فیہ وکانت تسمی الفاضحۃ۔ انتھیٰ بلفظہ۔

خلاصہ یہ کہ سورۂ برات نازل ہونے پر ہم نے گمان کیا کہ ہم (صحابہ) میں کوئی بھی ایسا صحابی باقی نہ رہیگا جس کے متعلق کوئی نہ کوئی فضیحت نہ نازل ہو۔ اور (اسی لیئے) اس سورہ کا نام فاضحہ ہے۔

فرمایا۔ کیوں صاحبان فرمایئے۔ اس میں قصور کیا ہے۔ حضرت حذیفہ اور خلیفۃ المسلمین حضرت عمر راوی۔ حضرت امام سیوطی ناقل ہیں۔ فرمایئے یہ حضرات شیعہ تھے یا سبی اور بنا بریں ان کی مذکورہ روایتوں کے فرمایئے اس سورۂ توبہ کے تین حصے کہاں چلے گئے۔ میں یہ کہنے کی جرأت وجسارت نہیں کرنا چاہتا۔ کہ خلیفۃ المسلمین نے جھوٹ یا غلط کہا ہو کہ تمام صحابہ کی فضیحتیں اس سورۂ فاضحہ (سورۂ توبہ) میں نازل ہوئی تھیں۔ اور بقول حذیفہ جو تین حصے اس سورہ سے تحریف کر دیئے گئے۔ کیا وہ تین حصے پورے صحابہ کی فضیحت کے تھے۔ یا کیا۔ براہِ کرم قرآن پر ایمان رکھنے کے مدعیان اور رافضیوں کا ایمان قرآن پر نہ ہونے کے عنوان سے پمفلٹ مشتہر و شائع کرنے والے اراکین سُنّی انجمن بتائیں۔ کیا یہ دونوں راوی کاذب ہیں یا مفسّر ناقل۔ یا کہ مشتہران پمفلٹ مذکورہ کیا ہم اس کے صحیح جواب کے منتظر رہیں (دیدہ باید)

سنیّوں کے قرآنی حرفوں کی تحریف

فرمایا۔ عزیزو! یاد رکھنا کہ قرآن مجید میں فاتحۃ الکتاب سورۂ فاتحہ ہے۔ جو سات آیتوں سے زیادہ نہیں۔ مگر سنیّوں کی مستند و معتبر کتابوں سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ ان کے ہاں ان سات آیتوں میں بھی چار آیتوں کے حروف اور الفاظ میں ضرور تحریف واقع ہوئی ہے۔

فرمایا۔ مزے کی بات اس میں یہ ہے کہ ان کے اکابر آئمہ نے یہ تسلیم کر لیا ہے کہ سورۃ الفاتحہ میں نہ کوئی ناسخ ہے۔ نہ منسوخ جیساکہ افادۃ الشیوخ مطبوعہ محمدی

لاہور ص۱۴ سطر۲ - میں علامہ صدیق حسن خان نے بھی یہ لکھدیا ہے کہ "سورۂ فاتحہ این سورۂ دو بارہ فرود آمدہ بارے در مکہ مکرمہ و بارے در مدینہ منورہ حرسہما اللہ تعالےٰ و در وے نہ ناسخ است نہ منسوخ - زیرا کہ اوّل او ثناء است و اوسط حصر استعانت در خدا و آخر دعا" انتہیٰ بلفظہ

یعنی سورۂ فاتحہ دو مرتبہ نازل ہوئی ہے - ایک مرتبہ تو مکّہ معظمہ میں - اور دوسری مرتبہ مدینہ منورہ میں - اور اس سورت میں نہ تو کوئی آیت ناسخ آئی ہے نہ کوئی آیت منسوخ ہوئی ہے - ایسا ہی تفسیر اتقان مطبوعہ احمدی ص۳۱ سطر ۷ ار نوع ۴۷ میں ہے کہ سورۂ فاتحہ میں نہ ناسخ آیا ہے نہ منسوخ -

ارشاد کیا - اب اس سے صاف ثابت ہوا - کہ اس پوری سورت میں نہ تو کسی آیت کا جزء منسوخ ہے نہ کوئی پوری اور کل آیت منسوخ ہے - باوجود اسکے بنا بر روایات اہلسنّت اس سورت میں جہاں کہیں تغیر ہوا ہے - وہ لازماً تحریف پر مبنی ہے نہ تنسیخ پر - کیونکہ ناسخ منسوخ تو بروایات اہلسنّت اس سورت میں آیا ہی نہیں -

تفسیر در منثور جلد اوّل مطبوعہ مصر ص۱۴ سطر ۳۳ میں امام سیوطی رقمطراز ہے

اخرج ابن منصور و عبد بن حمید و البخاری فی تاریخہ و ابن الانباری عن ابن عباس انہ قرء اھدنا السراط بالسین انتہیٰ بلفظہ -

یعنی ابن عباس اھدنا السراط المستقیم سین کے ساتھ قرأت فرماتے تھے ابن انباری نے کہا ہے کہ عبداللہ بن کثیر بھی سراط - سین کیساتھ قرأت کرتے رہے ہیں - ابن ابی داؤد - ابن المنذر - عبد بن حمید - سعید بن منصور - وکیع اور ابو عبیدہ نے کہا ہے - کہ حضرت عمر بھی سراط سین کے ساتھ قرأت کرتے رہے - در منثور جلد اوّل ص۱۵ سطر ۲۷ -

فرمایا کیوں جناب جب اس میں نہ ناسخ ہے نہ منسوخ تو سراط بالسین کیوں صراط

بالصاد کے ساتھ بدل دیا گیا۔ یہ تحریف بالحرف نہیں تو کیا ہے۔ دوسری مثال بھی سُن لیں ؛

ایضاً ص ۱۳ سطر ۲ میں امام سیوطی نے لکھا ہے۔ اخرج الترمذی وابن ابی الدنیا وابن الانباری کلاھما فی کتاب المصاحف عن ام سلمہ ان النبیّ صلعم کان یقرأ مَلِکِ یوم الدین بغیر الف۔ انتھیٰ بلفظہ۔

یعنی اخراج کیا ہے ترمذی نے اور ابن ابی الدنیا و ابن الانباری نے کتاب المصاحف میں ام سلمہ سے کہ پیغمبر صلعم مَلِکِ یوم الدین بغیر الف کے پڑھا کرتے تھے۔

اور سطر ۳ میں ہے کہ ابن الانباری نے اخراج کیا ہے انس بن مالک سے۔ قراء رسول اللہ صلعم و ابوبکر و عمر و طلحۃ و الزبیر و عبد الرحمٰن بن عوف و معاذ بن جبل مَلِکِ یوم الدین بغیر الف۔

یعنی پیغمبر اسلام علیہ و آلہ السلام اور ابوبکر۔ عمر۔ طلحہ۔ زبیر۔ عبد الرحمٰن بن عوف اور معاذ بن جبل نے مَلِکِ یوم الدین بغیر الف کے قرأت کی ہے۔

ایضاً ص ۱۳ سطر ۱۳ میں تیسری روائیت ابوداؤد خطیب نے اخراج کی ہے۔ طریق ابن شہاب سے سعید بن المسیب اور براء ابن عازب سے کہ انہوں نے کہا قرأ رسول اللہ صلعم و ابوبکر و عمر مَلِکِ یوم الدین ؛

فرمایا۔ کیوں صاحب فرمائیے۔ جب اکابر آئمہ اہلسنت مان چکے ہیں، کہ سورہ الفاتحہ میں نہ کوئی آیت ناسخ ہے نہ منسوخ۔ تو پھر دو جگہوں میں دو حرفوں کا تغیر یعنی صراط میں سین کا صاد سے بدل جانا۔ اور مَلِک بے الف میں الف زیادہ کر کے مالک بنا دینا حروفِ قرآنی کی تحریف نہیں تو کیا ہے ؛

اس میں ایک اور بات قابلِ غور یہ ہے کہ جب یہ ثابت ہے کہ مَلِک کو الف بڑھا دینے سے مالک بنایا گیا ہے تو معلوم ہوا کہ سُنیوں کی روایتوں سے جہاں قرآن

میں کمی کیا جانا ثابت ہوتا ہے۔ اسی طرح قرآن میں زیادہ کیا جانا بھی ثابت ہوا۔ پس اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ سنیوں کے مذہب کے مطابق قرآن میں دونوں قسم کی تحریف واقع ہوئی ہے۔ یعنی اگر بعض سورتوں اور آیتوں میں کمی کی گئی ہے۔ تو بعض سورتوں میں زیادتی بھی کر دی گئی ہے۔ (دیکھئے بات ہوئی نہ عوض معاوضہ گلا ندارد)۔

سنیوں کے قرآنی لفظوں کی تحریف

فرمایا۔ صاحبان! سنیوں کے قرآن کے حروف کی تحریف بصورت کمی زیادتی دونوں قسموں سے آپ سن چکے ہیں۔ اب ان کے قرآن کے لفظی تحریف کا نمونہ بھی پیش کرتا ہوں۔ غور سے سماعت فرمائیں۔

تفسیر در منثور - جلد اوّل مطبوعہ مصر صفحہ ۱۵ سطر ۳ میں علامہ سیوطی لکھتے ہیں۔ اخرج وکیع وابو عبید وسعد بن منصور وعبد بن حمید وابن المنذر وابن داؤد وابن الانباری کلاھما فی المصاحف من طوق عن عمر بن الخطاب انه کان یقرأ سراط من انعمت علیھم غیر المغضوب وغیر الضالین۔ انتھی بلفظہ

یعنی حضرت عمر بن الخطاب صراط الذین انعمت علیھم کو سراط من انعمت علیھم پڑھا کرتے تھے ولا الضالین کو وغیر الضالین پڑھا کرتے تھے۔

ایضاً صفحہ ۱۵ سطر ۷ میں سیوطی لکھتے ہیں۔ اخرج ابو عبید وعبد ابن حمید وابن ابی داؤد ابن الانباری عن عبد اللہ بن الزبیر قراء صراط من انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم وغیر الضالین فی الصلوٰۃ۔ انتھی بلفظہ

یعنی عبد اللہ بن زبیر بھی من انعمت علیھم اور غیر الضالین پڑھا کرتے تھے۔

ایضاً جلد ششم مطبوعہ مصر صفحہ ۲۱۹ سطر ۲ میں امام سیوطی لکھتے ہیں کہ "شافعی عبد الرزاق فریابی۔ سعید بن منصور۔ ابن ابی شیبہ۔ عبد بن حمید۔ ابن جریر۔ ابن المنذر ابن ابی حاتم

ابن الانباری اور بیہقی نے ابن عمر (خلیفہ زادہ) سے روایت کی ہے۔ قال ماسمعت عمر یقرؤھا قط الا فامضوا الی ذکر اللہ۔ انتھیٰ بلفظہ

یعنی ابن عمر نے کہا۔ کہ میں نے حضرت عمر کو (سورۃ جمعہ میں آیہ فاسعوا الی ذکر اللہ

کو) ہمیشہ فامضوا الی ذکر اللہ پڑھتے سُنا ہے۔

اسی صفحہ ۲۱۹ کے سطر ۹۔ سطر ۱۰۔ سطر ۱۲۔ سطر ۱۴۔ سطر ۱۵۔ سطر ۱۶ بھی ضرور ملاحظہ فرمائیں۔ جن میں مرقوم ہے کہ حضرت عمر وقت موت تک فامضوا بجائے فاسعوا الی ذکر اللہ تلاوت کرتے رہے۔ اور یہ کہ ابن مسعود۔ ابن الزبیر اور ابن عباس بھی فامضوا الی ذکر اللہ قرات فرماتے تھے۔

ارشاد کیا۔ صاحبان! ان مذکورہ روایتوں سے سورۂ جمعہ میں لفظ فامضوا کا فاسعوا کیساتھ تبدیل ہوجانا ثابت ہے۔ چونکہ سنیوں کے یہاں سورۂ جمعہ میں ناسخ و منسوخ نہیں ہے۔ جیسا کہ افادۃ الشیوخ فی الناسخ والمنسوخ مطبوعہ محمدی لاہور صے۲۷ سطر ۳ میں مرقوم ہے کہ "سورۂ جمعہ مدنی است قرطبی گفتہ در قول جمیع و در وے ہم ناسخ و منسوخ نیست" جب اس سورۂ میں تنسیخ نہیں ہے۔ تو پھر لازماً ثابت ہوا کہ فامضوا کا فاسعوا سے بدل جانا تحریف ہے۔

ایضاً جلد ششم مطبوعہ مصر صہ۲۲۹ سطر آخر میں علامہ سیوطی نے لکھا ہے۔ کہ عبدالرزاق ابن منذر۔ حاکم اور ابن مردویہ نے ابن عمر سے روایت کی ہے۔

ان رسول اللہ صلعم قرء فطلقوھن فی قبل عدتھن۔ انتھیٰ بلفظہ

یعنی سورۂ طلاق (پ۲۸ ع ۱۶) میں اس وقت ہے فطلقوھن لعدتھن

حالانکہ پیغمبر صلعم فطلقوھن فی قبل عدتھن آیت میں پڑھا کرتے تھے

فرمایا اس آیت میں بھی قبل عدتھن کو لعدتھن سے تبدیل و تحریف کردیا گیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

ایضاً جلد ششم مطبوعہ مصر صفحہ ۱۱۶ سطر ۲۸ میں سیوطی لکھتے ہیں۔ کہ احمد۔ ابو داؤد۔ ترمذی مع التصحیح۔ نسائی۔ ابن الانباری۔ ابن حبان۔ حاکم مع التصحیح ابن مردویہ اور بیہقی نے ابن مسعود سے روایت کی ہے۔ قال اقرئنی رسول اللہ صلعم انی انا الرزاق ذو القوۃ المتین۔ انتھٰی بلفظہ

یعنی ابن مسعود نے کہا۔ کہ پیغمبر صلعم نے مجھے پڑھایا انی انا الرزاق۔

فرمایا صاحبان! یہ آیت (پ ۲۷ ع ۳) سورہ الذاریٰت میں ہے۔ اس وقت آیت میں ان اللہ ھو الرزاق ذو القوۃ المتین ہے۔ پس اس آیت میں انی انا کو ان اللہ ھو کے ساتھ تبدیل و تحریف کر دیا گیا۔

فرمایا۔ دوستو! غور کیا آپ نے اہلسنّت کی ان روایتوں سے قرآن میں لفظی تحریف کا واقع ہونا بھی ثابت ہو گیا۔ کیونکہ حضرت عمر اور عبد اللہ بن زبیر من انعمت علیہم قرأت اور تلاوت کرتے رہے ہیں۔ مگر اس وقت "الذین انعمت علیھم" قرآن میں موجود ہے۔ پس ایک تو لفظ مَن کو الذین کیساتھ تبدیل و تحریف کیا گیا ہے۔ دوسرا غیر الضالین میں لفظ غیر کو لا کے ساتھ تحریف و تبدیل کر دیا گیا۔ حالانکہ سُنیوں کا یہ مسلّمہ ہے کہ سورہ فاتحہ میں ناسخ آیا ہے نہ منسوخ۔ پھر ان حروف اور الفاظ میں جب "تنسیخ" واقع ہی نہیں ہوئی۔ تو لازماً پھر یہ ماننا پڑیگا کہ تحریف ضرور واقع ہوئی ہے۔ اسی طرح فامضوا کو فاسعوا سے اور قبل عدتہن کو لعدتہن سے تبدیل ہونا اکابر آئمہ محدثین اور مفسرین اہلسنّت خود اقرار و اعتراف کر رہے ہیں۔ حالانکہ اس میں بھی "تنسیخ" کا واقع نہ ہونا سنیوں کا مسلّمہ ہے۔ پس شرم کا مقام ہے۔ کہ جو مذہب خود تحریفِ قرآن کا قائل ہو۔ وہ دوسرے مذاہب پر کیونکر تحریف کا طعن کر سکتا ہے۔ اس ثبوت کے بعد اب انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ حضرات اہلسنّت جماعت مسئلہ تحریف قرآن کا اعتراض اور طعن شیعوں سے واپس لیں۔ اور بجائے شیعوں پر طعن کرنیکے۔ وہ سنیوں کے قرآن کو محرف مان لیں۔ ورنہ آج کے اس وعظ

کے بعد یہ مکمل تقریر چھپکر شائع ہونے پر تمام دنیا خاصکر گریجویٹ اور تعلیمیافتہ طبقہ خود فیصلہ کرے گا۔ کہ سنیوں میں اسقدر تحریفات مسلم ہونے کے بعد آیا سنی تحریف قرآن کے قائل ہیں یا شیعہ (عاقلاں فہمیدند و بمطلب رسیدند)۔

سنیوں کے قرآنی آیتوں کی تحریف

فرمایا۔ صاحبان! حروف اور الفاظ کی تحریف تو آپ معتمدہ کتب اہلسنت سے سن چکے۔ اب سنیوں کے قرآن کی آیتوں کی تحریف بھی سن لیں۔ چند آئتیں مثال اور نمونہ کے طور پر پیش کرتا ہوں۔

(۱) **آیت صلوٰۃ** حافظوا علی الصلوٰۃ والصلوٰۃ الوسطےٰ وقوموا اللہ قانتین پ۲ ع ۱۵۔ اس وقت قرآن جمع کردہ حضرت عثمان میں موجود ہے۔

یعنی اے مسلمانو! تمام نمازوں کا عموماً اور بیچ کی نماز کا خصوصاً تحفظ کرو اور نماز میں اللہ کے آگے قنوت میں کھڑے رہو (شیعوں کا نماز میں قنوت پڑھنا اس آیت سے ثابت ہے)۔

ارشاد کیا۔ کہ اب میں سنیوں کی مستند روایتوں سے اس آیت میں جو تحریف کی گئی ہے۔ پیش کرتا ہوں غور سے سماعت فرمائیں۔

تفسیر در منثور مطبوعہ مصر۔ جلد اول صہ ۳۰۲ سطر ۱۲ میں امام سیوطی لکھتے ہیں۔ کہ تخریج کیا ہے مالک۔ ابوعبیدہ۔ عبد بن حمید۔ ابو یعلےٰ۔ ابن جریر۔ ابن الانباری نے فی المصاحف اور بیہقی نے سنن میں عمرو بن رافع سے "قال کنت اکتب مصحفاً لحفصۃ زوج النبی صلعم فقالت اذا بلغت ھذہ الایۃ فاذنی حافظوا علی الصلوٰۃ والصلوٰۃ الوسطےٰ فلما بلغتھا اذنتھا فاملت علیّ حافظوا علی الصلوٰۃ والصلوٰۃ الوسطےٰ وصلوٰۃ العصر وقوموا للہ قانتین و

قالت اشهد انی سمعتہا من رسول صلعم۔ انتھیٰ بلفظہ

یعنی عمر بن رافع نے کہا کہ حفصہ زوجہ پیغمبر صلعم کیلئے میں قرآن لکھ رہا تھا کہ حفصہ نے کہا جب حافظوا علے الصلوٰۃ و الصلوٰۃ الوسطے تک پہنچو تو مجھے پوچھ لینا عمر کہتا ہے جب میں اس آیت پہ پہنچا تو میں نے حفصہ سے استیذان کیا۔ اس وقت ام المسلمین حفصہ نے یہ آیت مجھے اس طرح املاء کی کہ حافظوا علے الصلوٰۃ و الصلوٰۃ الوسطیٰ و صلوٰۃ العصر و قوموا اللہ قانتین۔ اور فرمایا میں شہادت دیتی ہوں کہ میں نے اس آیت کو اسیطرح رسول اللہ صلعم سے سُنا ہے۔:

ایضاً صت ۳۰۲ سطر ۲ میں سیوطی نے دوسری روایت ابی یونس سے نقل کی ہے جو ام المسلمین عائشہ کے مصحف کا کاتب تھا۔ بعینہ اسکی روایت میں بھی ایسا ہی وارد ہُوا ہے کہ عائشہ نے اس کو یہ آیت املا کی حافظوا علیٰ لصلوٰۃ والصلوٰۃ الوسطیٰ و صلوٰۃ العصر و قوموا اللہ قانتین اور فرمایا عائشہ نے سمعتہا من رسول اللہ صلعم۔ کہ میں نے اسی طرح اس آیت کو پیغمبر صلعم سے سُنا ہے اس روایتِ عائشہ کو تخریج کیا ہے۔ مسلم ابوداؤد۔ ترمذی۔ نسائی۔ مالک۔ احمد عبد بن حمید۔ ابن جریر۔ ابن ابی داؤد۔ ابن الانباری اور بیہقی نے اپنی سنن میں۔:

فرمایا۔ کیوں جناب فرمایئے۔ اس میں میرا کیا قصور ہے۔ ام المسلمین حفصہ اور عائشہ کی اِن دو روایتوں سے ثابت ہے کہ آیت تحفظ صلوٰۃ میں تحریف کی گئی ہے اور "والصلوٰۃ العصر،، کا جملہ اس آیت سے نکال دیا گیا ہے۔ حالانکہ پیغمبر کی قرأت اور حفصہ و عائشہ کے مصحف میں یہ جملہ موجود تھا۔

فرمایا۔ یہ بات یاد رکھو کہ بعض ضدی، ہٹ دھرم لوگ لاجواب ہو کر موقع ٹال دینے کے لیے یہ کہہ دیتے ہیں کہ فلاں آیت میں تنسیخ وارد ہوئی ہے تحریف نہیں ہے

سو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ آیت صلوٰۃ سورۂ بقر کی آیت ہے اور باعتراف اکابر آئمہ اہلسنت سورہ بقر میں زیادہ سے زیادہ ۲۶ یا ۲۷ آیتوں میں تنسیخ وارد ہوئی ہے دیکھو افادۃ الشیوخ فی الناسخ والمنسوخ ـ مطبوعہ مطبع محمدی لاہور صـ۱۴ سطر ۲ ـ مگر اس آیت صلوٰۃ کا مطلقاً ان میں ذکر تک نہیں آیا ہے ـ جس سے ثابت ہوا ـ کہ آئمہ اہلسنّت اس آیت صلوٰۃ میں تنسیخ کے قائل نہیں ہیں ـ اور جب تنسیخ نہیں ہوئی ـ تو حفصہ اور عائشہ ام المسلمین کی مذکورہ روایات کے مطابق پھر لازماً ضرور تحریف واقع ہوئی ہے اس کا کوئی جواب اہلسنّت کے پاس نہیں ہے ـ فرمائیے جناب! اب تحریف قرآن کے قائل شیعہ ہوئے یا سُنّی ـ حفصہ اور عائشہ جیسی ام المسلمین شیعہ تھیں یا سنّی ـ خواہ مخواہ چھیڑ کر یہ در پردہ راز بھی تم نے طشت از بام کرا ہی دیا ـ اور اب تم کو لینے کے دینے پڑ گئے ـ قرضہ ادا ہو گیا ـ اور حساب بالکل بے باق ـ

(نمبر۲) آیت تبلیغ ـ یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک فان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس پ۶ ع ۱۴ جو اس وقت قرآن میں موجود ہے ـ

یعنی اے پیغمبر صلعم جو (حکم) تم پر تمہارے پروردگار کی طرف سے نازل ہوا ہے (بلا کم و کاست لوگوں کو) پہنچا دو اور اگر تم نے (ایسا) نہ کیا تو (سمجھا جائیگا) تم نے خدا کا (کوئی) پیغام (بھی لوگوں کو) نہیں پہنچایا ـ اور اللہ تم کو لوگوں (کے شر) سے محفوظ رکھے گا ـ

فرمایا صاحبان سُنیئے ـ اب میں اہلسنّت ہی کی مستند کتب سے بتاتا ہوں کہ آیت مجیدہ میں کہاں تحریف کی گئی ہے ـ جس سے آپ خود ہی منشائے تحریف کو سمجھ جائیں گے ـ

تفسیر دُرِّ منثور ـ مطبوعہ مصر جلد دوم صـ۲۹۸ سطر ۱ میں امام سیوطی رقمطراز ہے ـ کہ اخراج کیا ہے ـ ابن مردویہ نے ابن مسعود سے ـ قال کنا نقرأ علی عھد رسول اللہ

صلعم یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک ان علیاً مولی المومنین وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من النّاس۔

یعنی ابن مسعود نے کہا کہ پیغمبر صلعم کے زمانے میں ہم صحابہ اس آیت تبلیغ کو اس طرح پڑھا کرتے تھے۔ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک ان علیاً مولے المومنین فان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من النّاس۔ مگر اس وقت اس آیت میں یہ جملہ "ان علیاً مولی المومنین" موجود نہیں ہے۔

فرمایا۔ حضرات! فرمایئے یہ جملہ ان علیاً مولی المومنین۔ جب عہد رسول صلعم میں اہلسنّت کی روایت مذکورہ کے مطابق قرآئیت ہوتا رہا ہے۔ تو پھر اس کے اخراج و تحریف کا کسی کو کیا حق حاصل تھا۔ یہ جملہ آیت سے نکالدیا گیا۔ جب ابن مسعود سنیّوں کے نزدیک راوی ثقہ اور علامہ جلال الدین سیوطی بھی سنیّوں کا مُسلّم امام اور مصنّف معتمد علیہ اور درمنثور بھی ان کے ہاں کی معتبر اور مشہور تفسیر۔ اس پر بھی اگر تم علی کا نام قرآن سے نکال دینے کے بعد مسئلہ تحریف قرآن میں خود کو پاک دامن جتانا چاہو۔ تو ایں خیال است و محال است و جنوں۔

ارشاد کیا۔ عزیزو! یہ یاد رکھنا کہ اس کے جواب میں موقع ٹالنے کے لئے ممکن ہے۔ کوئی یہ کہدے کہ اس آیت میں تنسیخ واقع ہوئی ہے۔ اس لئے یہ جملہ "ان علیاً مولی المومنین" اس آیت سے نکال دیا گیا ہے۔ یہ دعویٰ محض غلط ہے اور قابل تسلیم نہیں ہو سکتا دو وجہوں سے:۔

ایک وجہ تو یہ ہے۔ کہ آیت تبلیغ سورۂ مائدہ کی آیت ہے۔ اور محدثین و مفسّرین اہلسنّت نے یہ تسلیم کرلیا ہے کہ سورۂ مائدہ میں زیادہ سے زیادہ ۹ آیتوں میں تنسیخ واقع ہوئی ہے۔ جیساکہ "افادۃ الشیوخ فی الناسخ والمنسوخ مطبوعہ محمدی لاہور صنے سطر ۱

میں مرقوم ہے۔ مگر ان نو آیتوں میں اس آیت تبلیغ کے تنسیخ کا کہیں بھی ذکر موجود نہیں ہے جس سے ثابت ہوا کہ اس آیت میں تنسیخ قطعاً وارد نہیں ہوئی۔ ورنہ جہاں ۹۔ آیتوں کی تنسیخ کا ذکر ہے۔ ضرور اس کا بھی ذکر موجود ہوتا اور جب یہ ثابت ہوا۔ کہ اس میں تنسیخ نہیں ہوئی۔ تو پھر لازماً یہ ماننا پڑا کہ اس آیت تبلیغ سے "ان علیاً مولے المومنین" باعتراف اہلسنّت تحریف کر دیا گیا ہے ۔÷

دوسری وجہ یہ ہے کہ مسلمات اہلسنّت سے یہ ثابت ہے کہ یہ آیت حجۃ الوداع کے موقع پر بمقام غدیر خم نازل ہوئی۔ اور اس میں صرف "ان علیاً مولی المومنین" تبلیغ کرنے کا ایک حکم تھا۔ سو پیغمبر اسلام علیہ و آلہ السلام نے باتفاق جمیع اُمت وہیں اسی وقت تبلیغ ولایت علی کر دی تھی۔ پھر اگر تبلیغ کے بعد تنسیخ ہوتی۔ تو پوری آیت منسوخ ہوتی۔ نہ صرف "ان علیاً مولی المومنین" کیونکہ یہ نہیں سکتا کہ جس چیز کا پہنچانا خدا کو مطلوب ہے۔ وہ تو منسوخ ہو جائے اور اس کا حکم تبلیغ باقی رہ جائے۔ آپ ہی بتائیں۔ کہ ایسا ناسخ و منسوخ خلاف معقول مضحکہ صبیان نہیں تو کیا ہے۔ پس بمرد یہ اہلسنّت یہاں بھی تنسیخ نہیں بلکہ تحریف ہے ۔÷

فرمایا کیوں جناب کہیے! سنیوں کی اس روایت کو سن لینے کے بعد تحریف قرآن کے کون قائل ہوئے۔ سُنّی یا شیعہ۔ کاش یہ لوگ اپنی مذہبی روایت کو پس پشت ڈال کر خواہ مخواہ دوسروں پر طعن کر کے یہ ذلت نہ خریدتے "وضربت علیھم الذلۃ والمسکنۃ" کا مصداق نہ بنتے ÷

(نمبر ۳) آیت رجم ۔ حضرات اہلسنّت کی روایت سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے۔ کہ سورۂ احزاب کے اس نقصان عظیم میں جو تین حصّے تلف کیے گئے۔ اس میں ایک مشہور آیت

ؔ رسالہ موعظہ غدیریہ میں تفصیل ملاحظہ ہو جو صرف اسی آیت تبلیغ ان علیاً مولے المومنین کے موضوع پر طبع اور شائع ہو چکا ہے ۱۲۔

رجم بھی موجود تھی۔ جو تحریف کی گئی ہے۔ اور موجودہ قرآن میں نہیں ہے۔

تفسیر: درمنثور مطبوعہ مصر جلد پنجم صد ۱۸۰ سطر ۱۸ میں امام سیوطی نے لکھا ہے کہ ابن ضریس نے زید بن اسلم سے روایت کی ہے "ان عمر بن الخطاب خطب الناس فقال لا تشکوا فی الرجم فانہ حق قد رجم رسول اللہ صلعم و رجم ابوبکر و رجمت ولقد ھممت ان اکتب فی المصحف فسال ابی ابن کعب عن آیۃ الرجم فقال ابیّ الست اتیتنی وانا استقرئھا رسول اللہ صلعم فدفعت فی صدری وقلت التستقرئہ آیۃ الرجم وھم یتسافدون تسافد الحمر انتھی بلفظہ

یعنی حضرت عمر بن خطاب نے لوگوں سے خطبہ میں کہا کہ تم لوگ رجم کی بابت شک نہ کرو۔ کیونکہ وہ حق ہے۔ رسول خدا صلعم نے رجم کیا۔ ابوبکر نے رجم کیا اور میں نے بھی رجم کیا ہے اور میں نے ارادہ کیا کہ آیت رجم کو قرآن میں لکھ دوں۔ پس میں نے اس کی بابت ابی بن کعب سے پوچھا تو کہنے لگے۔ کہ کیا تم میرے پاس اس وقت نہیں آئے تھے۔ جبکہ میں رسول خدا صلعم پر اسکو پڑھوانا چاہتا تھا اور تم نے میرے سینے پر ہاتھ مار کر نہیں کہا تھا۔ کہ تو رسول صلعم سے آیت رجم پڑھوانا چاہتا ہے۔ حالانکہ۔ اصحاب (اس کثرت و بیباکی سے) جماع کرتے رہتے ہیں۔ جیسے گدھے (جماع سے مراد یہاں وہ جماع حرام ہے جس سے استحقاق رجم پیدا ہو جائے)۔

ایضاً جلد پنجم صد ۱۸۰ سطر (۱) میں علامہ سیوطی لکھتا ہے۔ کہ مالک بخاری۔ مسلم اور ابن ضریس نے ابن عباس سے روایت کی ہے۔ ان عمر قام فحمد اللہ واثنی علیہ ثم قال اما بعد ایھا الناس ان اللہ بعث محمدًا بالحق وانزل علیہ الکتاب فکان فیما انزل علیہ آیۃ الرجم فقرأناھا الشیخ والشیخۃ اذا زنیا فارجموھما البتۃ و رجم رسول اللہ صلعم و رجمنا بعدہ فاخشی ان یطول بالناس زمان فیقول قائل لا نجد آیۃ الرجم فی کتاب اللہ فیضلوا بترک فریضۃ انزلھا

اللہ ۔ انتھیٰ بلفظہ

یعنی عمر خطاب ایک روز خطبہ کیلئے کھڑے ہوئے پس حمد و ثنا الٰہی کے بعد یہ کہا کہ اے لوگو! خدا نے محمد صلعم کو حق کیساتھ بھیجا۔ اور اپنی کتاب انپر نازل کی پس جو کچھ انپر نازل کیا اس میں سے آیت رجم بھی تھی۔ جسکو ہم نے خود پڑھا اور سنا تھا اور وہ آیت یہ تھی الشیخ والشیخۃ اذا زنیا فارجموھما البتۃ اور رسول صلعم نے رجم کیا تھا اور ان کے بعد ہم کرتے رہے۔ لیکن اب ڈرتا ہوں کہ لوگوں پر زمانہ دراز گذر جائے اور کہنے والے کہنے لگیں کہ ہم تو آیت رجم قرآن میں پاتے ہی نہیں پس اس سبب سے ایک فریضہ کو چھوڑ کر ضلالت میں پڑ جائیں ؛

تفسیر اتقان مطبوعہ احمدی نوع ۴۷ صفحہ ۳۱۶ سطرہ ۱۵ میں بھی بضمن نقصان سورۂ احزاب بروایت ابی بن کعب قرآن سے آیت رجم کا تحریف کیا جانا تسلیم کیا گیا ہے زر بن حبیش کہتا ہے کہ مجھے ابی بن کعب نے کہا۔ کنا نقرأ فیھا آیۃ الرجم قلت وما آیۃ الرجم قال اذا زنا الشیخ والشیخۃ فارجموھما البتۃ نکالا من اللہ واللہ عزیز حکیم ارشاد کیا۔ کیوں صاحبان! سُن لیا آپ نے کہ خلیفۃ المسلمین حضرت عمر نے آیت رجم کا خدا کی طرف سے نازل ہونا اور اسکا رسول اللہ سے سُننا اور اسکی قرأت کرنا اور گدہوں کی طرح جماع کرنے کی وجہ سے اس آیت رجم کا قرآن سے نکال دیا جانا اور اس آیت کو دوبارہ قرآن میں داخل کرنے کا ارادہ کرنا۔ اور آیت رجم تحریف ہونے سے تارک فریضہ ہو کر ضلالت میں پڑ جانا خلیفۃ المسلمین حضرت عمر خود ہی تو اقرار و اعتراف کر رہے ہیں۔ اور سنیوں کے امام الائمہ علامہ سیوطی ناقل ہیں۔ تو فرمائیے اسمیں میرا کونسا قصور ہوا آیت رجم کو کثرت جماع صحابہ کی وجہ تحریف انہوں نے کیا یہ واقعہ تحریف بیان بھی خود انہوں نے کیا۔ ناقل اس کے بھی خود ہی بذات تشریف اور قصور وار یہ خاکسار واہ صاحب واہ! انصاف اسی کا نام ہے۔ آپ کی دیانت کا کیا کہنا ۔؛

(نمبر ۴) آیت صلوا علیہ۔ حضرات اہلسنّت کی روایات معتبرہ سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ آیت صلوا علیہ وسلموا تسلیما میں بھی تحریف واقع ہوئی ہے اور حضرت عثمان کے قرآن جمع کرنے سے پہلے اس آیت میں کسی قسم کی تبدیلی واقع نہیں ہوئی تھی۔

تفسیر اتقان مطبوعہ احمدی نوع ۴۷ صـ ۳۱۶ سطر ۲۰ میں ہے کہ حمیدہ بنت ابی یونس نے کہا۔ کہ ابی نے ۸۰ برس کی عمر میں مجھے آیت پڑھ کر سنائی۔ کہ مصحف عائشہ میں یوں ہے "ان اللہ و ملائکتہ یصلون علے النبی یا ایھا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما و علی الذین یصلون الصفوف الاول قبل ان یغیر عثمان المصاحف۔ انتھی بلفظہ

یعنی اس آیت صلوات علی النبی میں وسلموا تسلیما کے بعد و علے الذین یصلون الصفوف الاول کی عبارت قرآن میں حضرت عثمانؓ کے تغیر و تبدل کرنے سے پہلے موجود تھی۔

تفسیر در منثور مطبوعہ مصر جلد پنجم صـ ۲۲۰ سطر ۴ میں امام سیوطی لکھتا ہے کہ ابوداؤد نے المصاحف میں حمیدہ سے روایت کی ہے کہ ام المسلمین عائشہ کے صحیفہ میں آیت یوں مرقوم ہے "ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی والذین یصفون الصفوف الاول" انتھی بلفظہ فرمایا۔ یہ آیت مجیدہ پ ۲۲ ع ۴ میں موجود ہے۔ مگر یہ آخری آیت والذین یصفون الصفوف الاوّل موجودہ قرآن میں نہیں ہے۔ اتقان والی روایت میں صاف بتایا گیا ہے کہ قرآن میں حضرت عثمان کے تغیر کرنے سے پہلے یہ "جملہ" آیت میں موجود تھا۔ تو ثابت ہوا کہ حضرت عثمان کے تغیر کرنے سے یہ عبارت قرآن سے تحریف کر دی گئی ہے۔ اس پر بھی تحریف قرآن میں اگر تم پاکدامنی کے مدعی رہو۔ تو خیر (عاقلاں فہمید نند)

(نمبر ۵) آیت مال۔ سنیوں کی معتبرہ روایات سے یہ بھی ثابت ہے کہ سنیوں کے قرآن میں مال کے متعلق بھی ایک آیت نازل ہوئی تھی۔ جس کو سنیوں کے خلیفہ صاحب

نے تحریف کر کے قرآن سے نکال ڈالا۔ اور اب حضرت عثمان کے جمع کئے ہوئے
اس قرآن میں وہ آیت مال موجود نہیں ہے ؎

تفسیر اتقان مطبوعہ مطبع احمدی نوع ۴۷ صفحہ ۳۱۶ سطر آخری میں مرقوم ہے کہ
عبد بن صالح نے ہشام بن سعید سے اور اس نے زید بن اسلم اور اس نے عطا بن یسار
سے اور اس نے ابی واقد لیثی سے روایت کی ہے "قال کان رسول اللہ صلعم
اذا اوحی الیہ اتیناہ فعلمنا مما اوحی الیہ قال فجئت ذات یوم فقال ان اللہ یقول
انا انزلنا المال لاقام الصلوۃ وایتاء الزکوٰۃ ولو ان لابن آدم وادیًا من
ذھب لاحبّ ان یکون الیہ الثانی ولو کان لہ الثانی لاحبّ ان یکون الیھما
الثالث ولا یملاء ابن آدم الا التراب ویتوب اللہ علی من تاب انتھٰی بلفظہ

خلاصہ یہ کہ ابی واقد لیثی نے کہا کہ جب رسول خدا صلعم پر وحی نازل ہوتی۔ تو ہم ان
کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ بس حضور صلعم وہ وحی ہمیں تعلیم دیا کرتے۔ لیثی نے
کہا کہ حسب معمول ایک روز جب پیغمبر صلعم کی خدمت میں گیا تو یہ خط کشیدہ آیت پیغمبر
صلعم نے پڑھ کر سنائی۔ اور فرمایا کہ خدا تعالےٰ ایسا فرماتا ہے۔

فرمایا صاحبان! فرمائیے کیا تم اس آیت مال کو اب موجودہ قرآن مجید میں کہیں
پاتے ہو (نہیں ہرگز نہیں) تو پھر ظاہر ہے کہ سنیوں کی اس روایت کے مطابق یہ آیت
مال بھی سنیوں کے قرآن سے تحریف کردگئی۔ کیونکہ اس کے منسوخ ہونے کا ذکر ناسخ و
منسوخ میں کہیں موجود نہیں ہے۔ اب کہیے۔ تحریف کا کون قائل ہوا سُنّی یا شیعہ۔

دوستو! بہت اچھا ہوا کہ آپ نے پمفلٹ نمبر ۵ مطبوعہ جنوری ۱۹۲۳ء میں بعنوان "کیا
رافضیوں کا ایمان قرآن پر ہے یا ہو سکتا ہے" شائع کر کے ہمیشہ آئندہ کے لیے
اس مسئلہ تحریف کو اس موعظہ تحریف کے ذریعہ صاف کرا دیا۔ خدا آپ کو اسکی جزاء
خیر عنایت فرمائے۔ اب عقلمند۔ سعید الفطرت۔ منصف مزاج تعلیمیافتہ طبقہ خود فیصلہ

کریگا کہ مسئلہ تحریف میں بمصداق آپ کے مطبوعہ پمفلٹ کے۔ آیا شیعوں کا ایمان قرآن پر نہیں یا سنیوں کا۔ اور تحریف قرآن سنیوں کے مذہب اور روایات میں ثابت ہے یا شیعوں کے۔ اسقدر مواد تحریف تمہارے مذہب میں موجود ہوتے تمہارا زبانی یہ کہدینا کہ ہمارا فرقہ تحریف قرآن کا قائل نہیں۔ کسی عقلمند ناقد بصیر کے نزدیک قابل قبول نہیں ہوسکتا۔ یاد رکھو کہ آج کے وعظ کے بعد تمہاری جمعیت اور مذہب کے متعلق ہر سعید الفطرت غیر متعصب تعلیمیافتہ کے زبان پر یہ مصرعہ جاری رہیگا ع

بخدا کہ واجب آمد ز تو احتراز کردن

(نمبر ۶) آیت جاہدو۔ سنیوں کی معتمد روایتوں سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ آیت جاہدوا بھی سنیوں کے خلیفہ صاحب عثمان نے قرآن سے تحریف کردی ہے۔

تفسیر اتقان مطبوعہ احمدی نوع ۴۷ ص ۳۱۷ سطر ۱۴ میں مرقوم ہے کہ ابن ابی مریم نے نافع سے اُسنے ابن عمر جمحی سے اُسنے ابن ابی ملیکہ سے اُسنے مسور بن مخرمہ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتا تھا۔ قال عمر لعبد الرحمن بن عوف الم نجد فیما انزل علینا ان جاهدوا کما جاهدتم اول مرۃ فانا لا نجدها قال اسقطت فیما اسقط من القرآن۔ انتھی بلفظہ۔

یعنی حضرت عمر نے عبد الرحمن بن عوف سے کہا کہ آیت ان جاهدوا کما جاهدتم اول مرۃ کو کیا تو بھی نہیں پاتا۔ پس ہم نے (تو بہت تلاش کی) کہیں اس آیت کا پتہ نہ ملا۔ عبد الرحمان نے کہا۔ کہ حضور یہ آیت بھی نکال دی گئی ہے انہیں آیتوں کے ساتھ جو قرآن سے ساقط کی گئی ہیں۔

(نمبر ۷، ۸) دو آیتیں۔ اور سُن لیں۔ جو معتبرہ روایت اہلسنت کی بنا پر سنیوں کے قرآن سے تحریف کردی گئی ہیں۔

تفسیر اتقان مطبوعہ احمدی نوع ۴۷ ص ۳۱۷ سطر ۱۷ میں مرقوم ہے کہ ابن ابی

مریم نے ابی لہیعہ سے اُسنے یزید بن عمر مغافری سے اُسنے ابی سفیان کلاعی سے روایت کی ہے کہ۔ ان مسلمۃ بن مخلد الانصاری قال لھم ذات یوم اخبرونی بآیتین من القرآن لم یکتبا فی المصحف فلم یخبروہ وعندھم ابو الکنود سعد بن مالک فقال مسلمۃ ان الذین امنوا وھاجروا وجاھدوا فی سبیل اللہ باموالھم وانفسھم الا ابشروا انتم المفلحون والذین اووھم ونصروھم وجادلوا عنھم القوم الذین غضب اللہ علیھم اولئک لا تعلم ما اخفی لھم من قرۃ اعین جزاء بما کانوا یعلمون۔ انتھی بلفظہ

ایک روز مسلمہ بن مخلد انصاری نے اُنسے کہا کہ مجھے قرآن مجید کی وہ دو آیتیں بتاؤ جو مصحف میں مکتوب نہیں ہوئی ہیں پس کسی نے انکو نہ بتلایئں۔ انکے پاس ابو الکنود سعد بن مالک بیٹھا ہوا تھا۔ پس مسلمہ انصاری نے خط کشیدہ دونو آیتیں پڑھ کر سُنا دیں۔

فرمایا۔ دوستو! یہ خط کشیدہ دونوں آیتیں موجودہ قرآن میں موجود نہیں ہیں۔ پس مذکورہ روایت سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ یہ دو آیتیں بھی سنیوں کے نزدیک قرآن میں تھیں جو تحریف کر دی گئیں۔ منسوخ اسلیے انکو نہیں کہا جا سکتا۔ کہ ناسخ اور منسوخ میں اُن کی تنسیخ کا کوئی ذکر نہیں کیا گیا ہے۔ پس جب منسوخ ہونا ثابت نہ ہوا۔ تو لازماً تحریف ہونا ہی ان کو ماننا پڑا۔ جبکہ مذکورہ راویوں اور آئمہ محدثین نے انکا منزل من اللہ اور آیات قرآنی ہونا تسلیم کر لیا ہے۔ جو مذہب کہ اسطرح بے تحاشا آیتوں لفظوں اور حرفوں کا قرآن سے نکلجانے کا بیشمار ذخیرہ موجود رکھتا ہو۔ کیونکر ممکن ہے کہ تحریف قرآن سے انکار کر کے اپنی پاکدامنی کا دعوی کر سکے اور بالفرض اگر انکا ایسا جھوٹا دعوی اب اس "موعظہ تحریف" کے بعد کسی محقق ناقد بصیر کے نزدیک کب وقیع اور صحیح تسلیم کیا جا سکتا ہے۔ اس موعظہ تحریف کے بعد اب تم کو یقین کر لینا چاہیے ع۔

آں قدح بشکست وآں ساقی نماند

سنیوں کے قرآن میں بعض غلط آیتیں ہیں

فرمایا۔ صاحبان! حضرات خلفاء و اکابر آئمہ اہلسنت نے تو یہاں تک مان لیا ہے کہ قرآن میں بعض الفاظ قواعد عربی کے لحاظ سے غلط ہیں۔ سنیئے اور اس میں غور کیجئے تاکہ مفید نتیجہ تک پہنچنے میں آسانی ہو۔

تفسیر در منثور مطبوعہ مصر جلد دوم صفحہ ۲۴۶ سطر ۷ امیں امام سیوطی لکھتا ہے۔ کہ ابو عبیدہ کتاب فضائل القرآن میں کہتے ہیں۔ کہ مجھ سے ابو معاویہ نے بیان کیا اور اس سے ہشام بن عروہ نے اور اس سے اسکے باپ نے۔ قال سالت عائشہ عن لحن القرآن ان الذین امنوا والذین ھادوا والصابئون والمقیمین الصلوٰۃ والموتون الزکوٰۃ وان ھذان لساحران فقالت یا بن اختی ھذا عمل الکتاب اخطوا فی الکتاب۔ انتھیٰ بلفظہ

یعنی وہ کہتا ہے کہ میں نے ان آیات ان الذین امنوا والذین ھادوا والصابئون اور آیت والمقیمین الصلوٰۃ والموتون الزکوٰۃ اور آیت وان ھذان لساحران کی غلطی کی بابت ام المسلمین حضرت عائشہ سے سوال کیا تو انہوں نے کہا کہ اے فرزند! یہ کاتبوں کی خطا ہے اور انہوں نے قرآن میں غلط لکھدیا ہے۔

ایضاً جلد دوم صفحہ ۲۴۶ سطر ۲۲ میں علامہ سیوطی لکھتے ہیں۔ کہ ابی داؤد نے قتادہ سے روایت کی ہے۔ ان عثمان لما رفع الیہ المصحف قال ان فیہ لحنا و ستقیمہ العرب بالسنتھا۔ انتھیٰ بلفظہ

یعنی جب جامع القرآن حضرت عثمان کے سامنے قرآن پیش کیا گیا تو کہنے لگے۔ کہ اس میں غلطیاں ہیں۔ لیکن (کچھ مضائقہ نہیں) عرب خود اپنی زبان کے مطابق درست کر لیں گے۔

تفسیر کبیر مطبوعہ مصر جلد ششم صفحہ ۶۹ سطر (۱) میں امام فخر الدین رازی بھی لکھتے ہیں۔ کہ ہشام نے عروہ سے اُسنے اپنے باپ سے اُسنے حضرت عائشہ سے روایت کی ہے۔ انہا سُئلت عن قولہ ان ھذان لساحران وعن قولہ ان الذین امنوا والذین ھادوا والصابئون والنصاریٰ فی المائدۃ وعن قولہ لکن الراسخون فی العلم منھم الی قولہ والمقیمین الصلوٰۃ والموتون الزکوٰۃ فقالت یاابن اخی ھذا اخطاء من الکاتب وروی عن عثمان انہ نظر فی المصحف فقال اری فیہ لحنا وستقیمہ العرب بالسنتھا۔ انتھیٰ بلفظہ ؛

فرمایا۔ تقریباً عبارت و ترجمہ وہی ہے۔ جو سیوطی کی دونوں روایتوں کا مذکور ہوا ؛

تفسیر معالم التنزیل مطبوعہ بمبئی صفحہ ۵۷۹ سطر ۲۰ میں امام بغوی نے بھی یہ ہشام بن عروہ والی روایت نقل کر کے کاتب کی غلطی سے قرآن مجید کی ان مذکورہ آیتوں کا قواعد عربیہ کی رو سے غلط ہونا تسلیم کر لیا ہے ؛

در منثور جلد دوم مطبوعہ مصر صفحہ ۲۴۶ سطر ۱۷ میں امام سیوطی نے یہ روایت بھی نقل کی ہے جسکو ابی داؤد نے سعید بن جبیر سے نقل کیا ہے۔ قال فی القرآن اربعہ احرف الصابئون والمقیمین فاصدق واکن من الصالحین وان ھذان لساحران انتھیٰ بلفظہ

یعنی قرآن میں چار الفاظ غلط ہیں والصابئون والمقیمین فاصدق واکن من الصالحین (اکون ہونا چاہیئے) اور ان ھذان لساحران۔

فرمایا۔ صاحبان! فرمایئے۔ امام سیوطی۔ امام فخر الدین رازی۔ امام بغوی سُنّی ہیں یا شیعہ۔ خاصکر حضرت عثمان سنیوں کے خلیفہ ہیں یا شیعوں کے۔ حضرت عائشہ کا مذہب بھی کم از کم انکے ساتھ ہی اعلان ہو جانا چاہیئے۔ کیونکہ قرآن میں ان مذکورہ غلطیوں والی روایتوں کا ان سب بزرگوں سے تعلق ہے۔ ہشام بن عروہ والی روایت تو حضرت عائشہ سے منقول ہے۔ جس میں اُنہوں نے صاف اقرار کیا ہے۔ کہ

یابن اختی ھذہ اخطاء من الکاتب" کہ آیتوں میں جو غلطیاں رہ گئی ہیں۔ یہ کاتب کی خطا ہے۔ اور خود حضرت عثمان کی شہادت یہ ہے کہ انہوں نے ان غلطیوں کو ملاحظہ کیا اور کہدیا کہ "ارای فیہ لحنا ستقیمہ العرب بالسنتہا" کہ میں اس قرآن میں غلطیاں دیکھ رہا ہوں۔ لیکن عرب خود اپنی زبان کے مطابق درست کر لینگے"

ارشاد کیا۔ کیوں جناب فرمایئے۔ اس قرآن میں غلطیاں رہ جانی بھی میرا ہی قصور ہے۔ کہاں ہیں وہ قرآن پر ایمان رکھنے کا دعویٰ کرنیوالے۔ اب اگر بتائیں کہ کیا معجزہ صاحب لولاک صلعم اور خدا کی کلام پاک کی یہی شان ہونی چاہیئے۔ کہ جامع قرآن اسمیں صریح غلطیاں دیکھ کر بھی یہ کہدے کہ اس میں غلطیاں ہیں اور عرب خود اپنی زبان کے مطابق درست کر لینگے"۔ للہ کوئی صاحب انصاف بتائے تو سہی کیا قرآن پر ایمان ہونا اسی کا نام ہے۔ جبکہ یہ لوگ دعویٰ کر رہے ہیں۔ اور اپنے ایسے ایمان کے مقابلہ میں کامل الایمان گروہ (شیعوں) کو سلسلہ اشاعت ۵ ایک ۸ صفحہ پمفلٹ کے عنوان میں "کیا رافضیوں کا قرآن پر ایمان ہے یا ہو سکتا ہے"

لکھدیتے ہیں۔ کیا اب آئیندہ کیلئے یہ مناسب نہیں کہ خط کشیدہ عبارت میں صرف "سنیوں" کا لفظ "رافضیوں" کی بجائے بدل دیا جائے اور باقی عبارت اسی طرح رہنے دی جائے۔ تاکہ عطائے رشما بلقائے شما کا پورا پورا مصداق انپر صادق آئے۔ کیا غیرت مند کیلئے یہ ڈوب مرنیکا مقام نہیں۔ کہ جنکے مذہب کی بنیاد ہی ایسے غلط عقیدہ و عمل پر رکھی گئی ہو۔ وہ کس منہ سے مذہب حق پر طعن اور حملہ کرنیکا حوصلہ کر سکتا ہے۔ ثم فرمایا۔ عزیزو! اب قرآن میں ان چار غلطیوں کو حضرت عثمان حضرت عائشہ اور اکابر علماء اہلسنت کے مان لینے اور ان کی معتبرہ کتابوں میں موجود ہونا دکھا دینے کے بعد تمام دنیا کے سنی علماء سے میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں۔ کہ آیت انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون پ۱۴ ع (۱) کا ان کے پاس کیا جواب ہے۔

اس آیت میں خدائے تعالےٰ کا تو یہ دعوےٰ ہے کہ "ہم نے قرآن کو نازل کیا ہے اور ہم اس کی حفاظت کرنے والے ہیں" اور سُنّی علماء کے خلیفہ عثمان، ام المسلمین عائشہ اور ہشام بن عروہ ابوداؤد۔ قتادہ سعید بن جبیر۔ ابو عبیدہ۔ ابو معاویہ جیسے سُنّی روات اور امام بغوی۔ امام سیوطی۔ فخر الدین رازی جیسے سنیوں کے محدثین و مفسّرین کا دعوےٰ۔ خدا کے دعوے حفاظت قرآن کے مقابلہ میں یہ ہے کہ "قرآن محفوظ نہیں۔ اس میں چار غلطیاں کاتبوں کی خطا سے رہ گئی ہیں۔ عرب خود اپنی زبان کے مطابق درست کر لینگے"۔ اب ان دونوں دعووں میں کونسا دعویٰ سچّا ہو سکتا ہے۔ منزلِ قرآن (خدا) کا یا جامع القرآن (عثمان) کا براہِ کرم سنیوں کی جمعیّت العلماء اس طرف توجّہ مبذول فرمائے۔ اور خلافت کے جھگڑوں سے زیادہ اس سوال کی اہمیّت کو ملحوظ رکھتے جواب دینے کی جلد کوشش کریں۔ ورنہ سنیوں ہی کے اعتراف سے سنیوں کے غلط قرآن ہونے کا نتیجہ معلوم۔ کیا اس اہم معرکتہ آلاراء اعتراض کے جواب کا ہم انتظار کریں۔ (دیدہ باید)

حفاظت قرآن کے متعلق قائلین تحریف کا جواب

ارشاد کیا۔ صاحبان! اُمید نہیں کہ یہ لوگ اس اہم اعتراض کا کوئی جواب دے سکیں اچھا سُنیئے۔ جو لوگ کہ قرآن تحریف اور اغلاط کے قائل ہیں۔ اور جنہوں نے یہ مان لیا ہے کہ سُنیوں کے خلیفہ عثمان نے قرآن کے جمع ہو جانیکے بعد اغلاط قرآن کو اہل زبان عرب کے خود درست کر لینے پر قرآن میں رہنے دیا ہے انکے نزدیک خدا کے حافظ قرآن ہونے کا جواب یہ ہے کہ آیت "انا لہ لحافظون" میں لفظ قرآن یا کتاب تو کہیں مذکور ہے نہیں پھر ہم اس آیت میں کیونکر قرآن کی حفاظت مراد لے سکتے ہیں۔ (۱) لفظ ذکر جو آیت مذکورہ میں موجود ہے۔ جو لوگ تحریف و اغلاط کے قائل ہیں۔ اُن کے نزدیک ذکر سے رسول خدا

یہاں مُراد ہیں اور انہیں کی حفاظت کا اس آیت میں خدا نے وعدہ کیا ہے۔ جس طرح "واللہ یعصمک" پ ۶ رکوع ۱۴ میں آپکی حفاظت کا وعدہ کیا ہے۔ وہ یہ بھی کہتے ہیں۔ کہ آیت فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون پ ۱۴ ع (۱) میں بھی اہل ذکر سے اہل اور آلِ محمد صلعم مُراد ہیں۔ جن سے سوال کرنیکا اُمت کو حکم دیا گیا ہے۔ یہاں بھی آیت میں ذکر سے پیغمبرؐ مُراد ہیں کیونکہ قرآن میں رسُولؐ کا نام ذکر ہونے پر آیت۔ قد انزل الیکم ذکراً رسولاً یتلو علیکم اٰیات اللہ مبیّنت پ ۲۸ ع ۸ ارشاد اور گواہ ہے۔

یعنی (تم کو) آگاہ کرنے کے لیے پیغمبر (محمدؐ) کو تمہاری طرف بھیج دیا ہے۔ جو
تم کو خدا کی کھلی کھلی آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتے ہیں۔ (ترجمہ نذیر احمد دہلوی)

اب اس سے صاف ثابت ہے کہ قرآن میں ذکر پیغمبر کا نام ہے جو خدا کی کھلی آیتیں پڑھ کر سُناتا ہے۔ اگر ذکر قرآن کا نام مان لیا جائے تو۔ یتلوا علیکم اٰیاتِ اللہ مبیّنت کی صفت اس پر صادق نہیں آسکتی۔ اسلیئے قائلین تحریف و اغلاط قرآن کا یہ دعویٰ ہے کہ ذکر پیغمبر صلعم کا مخصوص نام ہے۔ قرآن کا نام نہیں۔ پس اس دلیل سے لازم آیا کہ خدا نے ذکر (محمدؐ) کی حفاظت کا وعدہ کیا ہے۔ نہ قرآن کا نام ذکر ہے نہ اس کی حفاظت کا وعدہ کیا گیا تھا۔ اسی لیئے اس قرآن میں تحریف زیادتی کمی اور اغلاط واقع ہوئیں۔

فرمایا! قائلین تحریف و اغلاط قرآن یہ بھی کہتے ہیں۔ کہ فرضاً اگر یہ تسلیم بھی کر لیا جائے کہ آیت "انا نحن نزلنا الذکر" میں ذکر سے قرآن مُراد ہے۔ اور وعدہ بھی قرآن ہی کے حفاظت کا اس آیت میں کیا گیا ہے۔ تو پھر یہ کیونکر ثابت ہوُا۔ کہ اس سے حضرت عثمان کا جمع کیا ہوُا قرآن ممراد ہے۔ حضرت حفصہ یا حضرت عائشہ یا اُبیؓ یا ابن مسعود وغیرہ کا قرآن کیوں نہ مراد لیا جائے۔ خاص صحیفہ عثمان کا تو آیت میں ذکر ہے نہیں۔ پھر اسکی تخصیص بلا مخصص نہیں تو کیا ہے۔ اگر ان

غیر معصوم لوگوں کے جمع کئے ہوئے قرآنوں ہی کی حفاظت انا لہ لحافظون میں مراد
ہوتی تو پھر یقین سمجھو کہ ابیؓ اور ابن مسعود کے قرآنوں کو وعدہ حفاظتِ خدا کے باوجود
حضرت عثمان پھاڑنے اور جلانے پر قادر نہ ہو سکتے۔ اور خود حضرت عثمان اس موجودہ
قرآن میں چار غلطیوں کا اعتراف کرتے ہوئے اس کو ویسا ہی غلط ملط رہنے نہ دیتے
اور بنا بر روایات اہلسنّت کے اس کے حروف۔ کلمات۔ آیات اور سورتوں
میں تحریف واقع نہ ہونے پاتی۔ مگر جبکہ محدثین اور مفسّرین اہلسنّت نے موجودہ
قرآن میں ان سب باتوں کا ہونا تسلیم کر لیا ہے۔ تو پھر اس قرآن کے محفوظ
ہونے کے کیا معنے۔ اس لیے قائلین تحریف و اغلاط قرآن کے نزدیک
حفاظت کا وعدہ ایسے قرآن کے متعلق ہے۔ جو انسانی دست برد سے قطعاً
محفوظ ہے۔ اور صرف وہی ایسا قرآن محفوظ رہ سکتا ہے جو کسی محفوظ جگہ میں رکھ دیا جائے
اور ایسے قرآن کی حفاظت پر بلا تامل ہر مذہب اعتماد کر سکتا ہے۔ پس موجودہ قرآن
کی تحریف و اغلاط کے قائلین کے نزدیک خدا کے وعدہ حفاظت کے مطابق
محفوظ قرآن صرف وہی ایک قرآن ہے۔ جس کی خود قرآن نے شہادت دی ہے
بل ھو قرآن مجید فی لوح محفوظ پ ۳۰ ع (۱) سورہ بروج

یعنی۔ بلکہ یہ قرآن بڑے رتبہ کا قرآن (اور ہمارے ہاں) لوح محفوظ میں (لکھا
ہوا موجود) ہے۔

فرمایا۔ اس میں ایک حرف یا نقطہ تک غلط و مبدّل و محرّف نہیں ہو سکتا۔ آپ
ہی بتائیں۔ کیا آپ لوح محفوظ والے قرآن کے محفوظ ہونے سے انکار کر سکتے ہیں
اگر نہیں تو بس آیت انا لہ لحافظون کا مفہوم ثابت ہو چکا۔ یہ بات یاد رکھنی چاہیئے
کہ وعدہ لحافظوں کا مفہوم عام ہے۔ یعنی کسی خاص بات کے حفاظت کی اس میں
قید نہیں لگائی گئی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جس قرآن کی حفاظت کا اس آیت میں

وعدہ ہے۔ اس سے مراد حفاظت تامہ عامہ ہے۔ یعنی اس میں نہ تقدیم و تاخیر ہو سکتی ہے نہ ایزاد و نقصان نہ تبدیل و تحریف اور نہ وقوع اغلاط۔ اس شان کی حفاظت لوح محفوظ والے قرآن کے سوا اور کسی قرآن کو حاصل نہیں ہو سکتی۔ بروایت حضرت عائشہ و خلیفہ عثمان جس قرآن میں حرفوں۔ لفظوں۔ آیتوں اور سورتوں کے کم و زیادہ ہو جانے کے علاوہ چار غلطیاں رہ گئی ہوں اس قرآن کے محفوظ ہونے کا کوئی عقلمند کیونکر دعوےٰ کرسکتا ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

سنیّوں کے قرآن سے سورہ کی تحریف

فرمایا۔ صاحبان اس طرح تو اہلسنّت کی روایات سے کئی مکمل سورتوں کا قرآن سے نکل جانے کا ثبوت ملتا ہے۔ جیسا کہ تفسیر اتقان میں امام سیوطی نے اور کتاب ناسخ و المنسوخ میں حسین بن منادی نے لکھا ہے۔ و مما رفع رسمہ من القرآن ولم یرفع من القلوب حفظہ سورتا القنوت فی الوتر و تسمی سورتی الخلع والحفد انتھیٰ بلفظہ

یعنی منجملہ ان سورتوں اور آیتوں کے جن کے نقوش قرآن سے اٹھا لیئے گئے ہیں لیکن ان کی یاد دلوں سے نہیں گئی۔ وہ دو سورے ہیں۔ جو قنوت وتر میں پڑھے جاتے تھے اور سورۃ الخلع و سورۃ الحفد کے نام سے یاد کیئے جاتے تھے۔ مگر اس وقت حضرت عثمان کے جمع کیئے ہوئے قرآن میں ان کا نشان تک نہیں پایا جاتا۔

دبستان المذاہب۔ مصنفہ ملا مرزا محسن کشمیری۔ فانی مطبوعہ بمبئی صفحہ ۲۲ سطر ۲ سے ایک مکمل سورہ آپ کو سناتا ہوں جو سورہ نورین کے نام سے مشہور تھا۔ غالباً محمد صلعم اور علی علیہ السلام نورین (دو نور) سے مراد ہوں۔ کیونکہ ان نورین

نورین کا نام لیکر اس میں انکا ذکر موجود ہے۔ بہرحال غور سے سماعت فرمائیں سورۃ
یہ ہے:۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا ایہا الذین امنوا امنوا بالنورین انزلنا ہما علیکم ایاتی
ویحذرانکم عذاب یوم عظیم نوران بعضہما من بعض وانا السمیع العلیم
ان الذین یوفون بعہد اللہ ورسولہ فی ایات لہم جنات النعیم والذین
کفروا من بعد ما امنوا بنقضہم میثاقہم وما عاہدہم الرسول علیہ
یقذفون فی الجحیم ظلموا انفسہم وعصوا الوصی الرسول اولئک
یسقون من حمیم ان اللہ الذی نور السموات والارض بما شاء واصطفی
من الملائکۃ وجعل من المومنین اولئک فی خلقہ یفعل ما یشاء لا الہ
الا ہو الرحمٰن الرحیم قد مکر الذین من قبلہم برسلہم فاخذتہم
بمکرہم ان اخذی شدید الیم ان اللہ قد اہلک عادا وثمودا بما
کسبوا وجعلہم لکم تذکرۃ فلا تتقون وفرعون بما طغی علی موسیٰ
واخیہ ہرون اغرقتہ ومن تبعہ اجمعین لیکون لکم ایۃ وان اکثرکم
فاسقون ان اللہ یجمعہم فی یوم الحشر فلا یستطیعون الجواب
حین یسئلون ان الجحیم ماواہم وان اللہ علیم حکیم یا ایہا الرسول
بلغ انذاری فسوف یعلمون قد خسر الذین کانوا عن ایاتی وحکمی
معرضون مثل الذین یوفون بعہدک انی جزیتہم جنات النعیم ان اللہ
لذو مغفرۃ واجر عظیم وان علیا من المتقین وانا لنوفینہ حقہ یوم الدین

مَا نَحْنُ عَنْ ظُلْمِهٖ بِغَافِلِيْنَ وَكَرَّمْنَاهُ عَلٰى اَهْلِكَ اَجْمَعِيْنَ فَاِنَّهٗ وَذُرِّيَّتَهٗ
لَصَابِرُوْنَ وَاِنَّ عَدُوَّهُمْ اِمَامُ الْمُجْرِمِيْنَ قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْدَ مَا اٰمَنُوْا
اَطَلَبْتُمْ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَاسْتَعْجَلْتُمْ بِهَا وَنَسِيْتُمْ مَا وَعَدَكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ
وَنَقَضْتُمُ الْعُهُوْدَ مِنْ بَعْدِ تَوْكِيْدِهَا وَقَدْ ضَرَبْنَا لَكُمُ الْاَمْثَالَ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ
يٰاَيُّهَا الرَّسُوْلُ قَدْ اَنْزَلْنَا اِلَيْكَ اٰيٰتٍ بَيِّنٰتٍ فِيْهَا مَنْ يَّتَوَفَّاهُ مُؤْمِنًا وَمَنْ
يَتَوَلَّيْهِ مِنْ بَعْدِكَ يَظْهَرُوْنَ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ اِنَّهُمْ مُعْرِضُوْنَ اِنَّا لَهُمْ
مُحْضِرُوْنَ فِيْ يَوْمٍ لَا يُغْنِيْ عَنْهُمْ شَيْءٌ وَّلَا هُمْ يُرْحَمُوْنَ اِنَّ لَهُمْ فِيْ جَهَنَّمَ
مَقَامًا عَنْهُ لَا يَعْدِلُوْنَ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ وَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ وَلَقَدْ
اَرْسَلْنَا مُوْسٰى وَهَارُوْنَ بِمَا اسْتُخْلِفَ فَبَغَوْا هَارُوْنَ فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ فَجَعَلْنَا
مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيْرَ وَلَعَنَّاهُمْ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ فَاصْبِرْ فَسَوْفَ يُبْصِرُوْنَ
وَلَقَدْ اٰتَيْنَا بِكَ الْحُكْمَ كَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ وَجَعَلْنَا لَكَ مِنْهُمْ وَصِيًّا
لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ وَمَنْ يَّتَوَلَّ عَنْ اَمْرِيْ فَاِنِّيْ مَرْجِعُهٗ فَلْيَتَمَتَّعُوْا بِكُفْرِهِمْ قَلِيْلًا فَلَا
تَسْئَلْ عَنِ النَّاكِثِيْنَ يٰاَيُّهَا الرَّسُوْلُ قَدْ جَعَلْنَا لَكَ فِيْ اَعْنَاقِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
عَهْدًا فَخُذْهُ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ اِنَّ عَلِيًّا قَانِتًا بِاللَّيْلِ سَاجِدًا يَّحْذَرُ الْ
اٰخِرَةَ وَيَرْجُوْ ثَوَابَ رَبِّهٖ قُلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَهُمْ بِعَذَابِيْ يَعْلَمُوْنَ
سَيُجْعَلُ الْاَغْلَالُ فِيْ اَعْنَاقِهِمْ وَهُمْ عَلٰى اَعْمَالِهِمْ يَنْدَمُوْنَ اِنَّا بَشَّرْنَاكَ بِذُرِّيَّتِهِ
الصّٰلِحِيْنَ وَاِنَّهُمْ لِاَمْرِنَا لَا يُخْلِفُوْنَ فَعَلَيْهِمْ مِنِّيْ صَلٰوةٌ وَّرَحْمَةٌ اَحْيَاءً
وَّاَمْوَاتًا يَوْمَ يُبْعَثُوْنَ وَعَلَى الَّذِيْنَ يَبْغُوْنَ عَلَيْهِمْ مِنْ بَعْدِكَ غَضَبِيْ
اِنَّهُمْ قَوْمُ سُوْءٍ خَاسِرِيْنَ وَعَلَى الَّذِيْنَ سَلَكُوْا مَسْلَكَهُمْ مِنِّيْ رَحْمَةٌ
وَهُمْ فِي الْغُرُفَاتِ اٰمِنُوْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

فرمایا۔ عزیزو! سُن لیا آپ نے۔ یہ ہے وہ سورۃ النورین جو مکمل قرآن سے

نکالدی گئی اس میں کئی جگہ کھلے اور صاف لفظوں میں علی علیہ السلام کا نام اور اسکی وصایت رسول صلعم اور ذریت معصومہ کا ذکر موجود ہے۔ بادی النظر میں ہر عقلمند اس سورت مجیدہ میں ایک غائر نظر ڈالنے کے بعد یہی فیصلہ کریگا کہ اگر یہ مان لیا جائے کہ یہ سورۃ من اللہ نازل ہوئی تھی اور قرآن سے نکال دی گئی۔ تو پھر ہر سلیم العقل یہ کہنے پر مجبور ہوگا۔ کہ لازماً اس سورہ کی تحریف محض اس غرض سے ہوئی ہے۔ کہ جناب امیر علیہ السّلام کو اُمت اس میں منصوص الوصایت سمجھ کر خلافت اور نیابت رسول صلعم کا حقدار نہ سمجھ لے۔ اور یہ سورۃ مبارکہ خلافت اجماعیہ میں مخل اور قادح نہ ہوسکے۔ بغرض جہاں کہیں بھی کسی سورۃ۔ آیت۔ لفظ یا حرف قرآن میں صراحتہً یا کنایۃً حقیتؔ یا فضیلت آئمہ اہلبیت معصومین علیہم السّلام کا ذکر آیا تھا۔ وہ حرف۔ لفظ۔ نکالدیا گیا۔ یا کم از کم بدل دیا گیا۔ بیشمار آئتیں اور بعض سورتیں تحریف کردی گئیں اور لطف یہ ہے کہ قرآن میں تحریف کے تمام قسموں کا واقع ہونا حضرات اہلسنّت کے خلیفہ عثمان (جامع القرآن) اور ام المسلمین عائشہ۔ حفصہ اور موثقین رواۃ اور اکابر محدثین و مفسّرین نے تسلیم کرلیا ہے۔ جیسا کہ بحوالہ کتب وصفحات وسطور ومطابع میں نے بیان کردیا ہے۔ اب آپ کا فرض ہے۔ کہ محوّلہ کتب معتبرہ اہلسنّت میں مطابق حوالہ ملاحظہ فرماکر ضرور اپنا اطمینان کرلیں اس وقت آپ کا ضمیر خود فیصلہ کریگا۔ کہ کون تحریف قرآن کا قائل ہے۔ آیا شیعوں کا قرآن پر ایمان نہیں ہے یا سنیوں کا۔؟

ارشاد کیا۔ یہ میری گذارش ضرور یاد رکھیں۔ کہ میری اس تقریر کے بعد اہلسنّت میں نہایت عظیم الشان انقلاب پیدا ہوگا۔ غیر معمولی نقل وحرکت بھی پیدا ہوگی۔ عوام کو دھوکا دینے کی غرض سے یہ کہا جائیگا۔ کہ یہ سنیّوں کی کتابیں نہیں ہیں۔ سیاق وسباق چھوڑ کر درمیان کی عبارت پڑھ کر سُنادی گئی ہے۔ ان آیتوں میں تنسیخ وارد ہوئی ہے یہ ان کا سب زبانی جمع خرچ ہیک پلول سیاسے نے ارزو۔ آپ سُن چکے ہیں کہ موقع بموقع

میں ان سب باتوں کا پہلے سے ہی انسداد کرتا چلا آرہا ہوں۔ اور بتا چکا ہوں۔ کہ سنیوں کے آئمہ محدثین تسلیم کر چکے ہیں۔ کہ ان پیش کردہ محرفات میں تنسیخ وارد نہیں ہوئی ہے جن آیتوں میں تنسیخ وارد ہوئی ہے۔ اُن کو تو میں نے پیش کیا ہی نہیں۔ کیونکہ جو آیتیں منسوخ ہوئی ہیں۔ محدثین نے انکا منسوخ ہونا بھی ناسخ و منسوخ میں لکھدیا ہوا ہے۔ افادۃ الشیوخ فی الناسخ والمنسوخ علامہ صدیق حسن خان بھوپالی۔ اور کتاب ناسخ والمنسوخ علامہ حسین بن المنادی کو ملاحظہ فرمائیں۔ بنا بر روایات اہلسنت ان پیش کردہ محرف آیات۔ الفاظ۔ حروف اور سورتوں کا منسوخ ہونا کسی سُنی محدث نے ناسخ و منسوخ کے بیان نہیں لکھا ہے۔ ایسی صورت میں بلا ثبوتِ تنسیخ اور بغیر پیش کئے مسلمہ ناسخ کے۔ محض زبانی یہ کہدینا "کہ یہ تحریف نہیں بلکہ تنسیخ ہے" کسی طرح حجت اور قابلِ اعتماد نہیں ہوسکتا:

فرمایا یہ بھی یاد رکھنے کے قابل بات ہے۔ کہ بھلا تحریف کی جگہ تو وہ عوام فریبی کے لیے بلا ثبوت تنسیخ کہہ کر موقع کو ٹال بھی دیتے ہیں۔ مگر قرآن میں جو چار غلطیاں بقول خلیفہ عثمان "ان فی القرآن لحناً وستقیمہ العرب بالسنتہا" درمنثور جلد دوم صـ۲۴۶ سطر ۲۲۔ تفسیر کبیر جلد ۶ صـ۶۹ سطر ۱۴ ر کہ قرآن میں غلطیاں ہیں عرب خود اپنی زبان کے مطابق درست کر لینگے۔ یہ کہہ کر تسلیم کر لیا ہے۔ اور ام المسلمین عائشہ نے " ھذا عمل الکتاب اخطؤا فی الکتاب " تفسیر کبیر جلد (۱) صـ۶۹ سطر (۱) درمنثور جلد دوم صـ۲۴۶ سطر ۱۵ ر کہ ان غلطیوں کا قرآن میں رہ جانا کاتبوں کی خطا ہے کہہ کر قرآن میں اغلاط کا ہونا مان لیا ہے۔ اہل سنت کے پاس اس کا قطعاً کوئی جواب ہی نہیں ہے۔ کیونکہ۔ اگر وہ اب قرآن کے صحیح ماننے کا دعوے کریں۔ تو خلیفہ صاحب اور حضرت عائشہ کی ان روایتوں میں تکذیب لازم آتی ہے۔ اور اگر ان کی تصدیق کرتے ہیں۔ تو پھر سنیوں کا قرآن

غلط ثابت ہوتا ہے۔ ان کے لیے نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن کا پورا مصداق
اب در پیش ہے مگر خود کردہ را علاجے نیست۔ نہ شیعوں سے چھیڑ کرتے۔ نہ ان
کی مسلمات سے یہ ان کے سربستہ راز فاش ہوتے۔ مگر اچھا ہوا۔ یہ اہم معاملہ آج
صاف تو ہو گیا اور محققین کے لیے حق و باطل میں قطعی فیصلہ کرنے کے لیے رد کاوٹیں
سب دور ہو گئیں۔ اب انشاء اللہ تعالیٰ ہر شخص آسانی کے ساتھ یہ سمجھ سکے
گا۔ کہ وہ کون سا راستہ اپنی نجات کے لیے اختیار کرے۔ ہر قسم کی تحریف سے محرّف
اور چار غلطیوں والے سنیّوں کے قرآن کا تمسک صراط مستقیم سے ہو سکتا ہے
یا غیر محرّف اور مکمّل شیعوں کے قرآن کا تمسک نجات کا باعث ہو سکتا ہے۔ ؟
ارشاد کیا۔ لو سُن لیا۔ سنیّوں نے ۸ صفحہ مطبوعہ پمفلٹ نمبر ۱۵ کے عنوان
میں "کیا رافضیوں کا قرآن پر ایمان ہے۔ یا ہو سکتا ہے" لا شیعوں کو لکھ کر اپنے
ہی خلیفہ عثمان اور بی اماں عائشہ کے قول سے خود بے ایمان قرآن سے ہو گئے
سچ ہے۔ چاہ کن را چاہ در پیش "مَنْ ضَحِكَ ضُحِكَ" - یہ گوشمالی بھول نہ
جانا ورنہ کلوخ انداز را پاداش سنگ است۔ ایک مشہور مقولہ ہے۔ :

سنیّوں کے قرآن کی مکّی سورتوں میں مدنی آیتیں اور بالعکس ہیں

فرمایا۔ صاحبان! اہلسنّت کی معتبرہ کتب سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے۔ کہ ان کے
قرآن میں بعض وہ آیتیں جو مکہ میں نازل ہوئی ہیں۔ ان کو مدنی سورتوں میں داخل کیا گیا ہے
اور بعض مدنی آیتوں کو مکّی سورتوں میں داخل کیا ہے۔ نمونہ کے طور پر بحوالہ صفحہ
وسطر چند مقام سناتا ہوں۔ غور سے سماعت فرمائیں (سورۂ رعد)

تفسیر در منثور جلد چہارم مطبوعہ مصر ص ۴۳ سطر ۹ میں امام سیوطی لکھتے ہیں
کہ ابن المنذر۔ ابو الشیخ نے قتادہ سے روایت کی ہے۔ قال سورۃ الرعد مدنیۃ

الا آیة مکیة ولا یزال الذین کفروا تصیبھم بما صنعوا قارعة۔
انتھی بلفظہ۔

یعنی سورۃ رعد مکمل مدینہ میں نازل ہوئی ہے۔ مگر اس سورت میں صرف ایک آیت ولا یزال الذین کفروا الخ مدنی آیت ہے۔
جس کو جامع القرآن نے خلافِ ترتیب بیچ میں ٹھونس دیا ہے:۔

تفسیر کبیر مطبوعہ مصر جلد پنجم صـ ۲۵۸ سطر اخیر میں امام رازی لکھتا ہے۔
سورۃ الرعد اربعون وثلاث آیات مکیة سوی قولہ تعالی ولا یزال الذین کفروا تصیبھم بما صنعوا قارعة وقولہ ومن عندہ علم الکتاب قال الاصم ھی مدینة بالاجماع۔ انتھی بلفظہ

یعنی سورہ رعد ۴۳۔ آیتیں ہیں اور یہ سورہ مکی ہے سوا آیت ولا یزال الذین کفروا۔ اور آیت ومن عندہ علم الکتاب۔ کے کہ اصم نے کہا ہے کہ یہ مدنی آیتیں ہیں۔ اسپر اجماع صحابہ کا ہے۔

سورۃ ابراھیم

تفسیر درمنثور جلد چہارم مطبوعہ مصر صـ ۶۹ سطر ۳۲ میں امام سیوطی لکھتے ہیں کہ نحاس نے اپنی تاریخ میں ابن عباس سے روایت کی ہے۔ کہ اس نے کہا۔ سورۃ ابراھیم علیہ السلام نزلت بمکة سوی ایتین منھا نزلت بالمدینة وھما الم تر الی الذین بدلوا نعمة اللہ کفرا۔ انتھی بلفظہ

یعنی سورہ ابراھیم مکہ میں نازل ہوئی ہے۔ سوا دو آیتوں کے جو الم تر الی الذین الخ ہیں یہ دونوں آیتیں مدنی ہیں جو خواہ مخواہ اس میں داخل کر دی گئی ہیں:۔

سورۂ حج

تفسیر درمنثور مطبوعہ مصر جلد چہارم صد ۳۴۲ سطر ۱۳-میں امام سیوطی لکھتا

ہے کہ ابن المنذر نے قتادہ سے روایت کی ہے کہ اُس نے کہا۔ نزل بالمدینۃ من القرآن الحج غیر اربع ایات مکیات وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی الی عذاب یوم عقیم۔ انتھیٰ بلفظہ

(یعنی سورۂ حج مدینہ میں نازل ہوئی۔ سوا چار آیتوں کے جو اس میں مکی ہیں۔ وما ارسلنا من قبلک سے عذاب یومِ عقیم تک۔ جن کو خلاف ترتیب مدنی میں ٹھونس دیا گیا۔)

تفسیر کبیر مطبوعہ مصر جلد ششم صد ۳۰۶ سطر ۱۱ میں امام رازی لکھتے ہیں۔ کہ

سورۃ الحج سبعون وست ایات وھی مکیۃ الا ثلاث ایاتٍ ھذان خصمان الی قولہ صراط الحمید۔ انتھیٰ بلفظہ

(یعنی سورۂ حج ۷۶۔ آیتیں ہیں اور یہ سورہ مکی ہے مگر اس میں تین آیتیں مکی نہیں ہیں۔ ھذان خصمان سے لیکر صراط الحمید تک (یہ مدنی ہیں جن کو خلاف ترتیب جامع القرآن نے جمع کیا ہے۔)

فرمایا۔ عزیزو! ایک مثال مشہور ہے "دو ملاؤں میں مرغی حرام" آپ نے اس میں کچھ غور کیا کہ سنیوں کے ان دونوں ملاؤں میں سورۂ حج میں ضدین کا اختلاف ہو گیا۔ ملا سیوطی کی روایت سے تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ سورۂ حج مدنی ہے۔ مگر اس میں چار آیتیں مکی ہیں اور ملّا رازی صاحب اُن کے بالکل خلاف سورۂ حج کو مکی بتاتے ہیں اب خود ہی آپ فیصلہ کر لیں۔ کہ دونوں میں سچّا کون ہے۔

سورۃ الشعراء

تفسیر درمنثور۔ مطبوعہ مصر جلد پنجم صد ۸۲ سطر ۲۸ میں امام سیوطی لکھتے ہیں

کہ نحاس نے ابن عباس سے روایت کی ہے۔ کہ اس نے کہا۔ سورۃ الشعراء نزلت بمکۃ سوی خمس ایات من اٰخرھا نزلت بالمدینۃ والشعراء یتبعھم الغاوون الی اٰخرھا۔ انتھٰی بلفظہ

یعنی سورۂ شعرا مکہ میں نازل ہوئی۔ سوائے پانچ آیتوں کے جو اس میں مدنی ہیں آخر کے حصّہ میں وہ۔ والشعراء یتبعھم الغاوون آخر تک ہے۔

تفسیر کبیر مطبوعہ مصر جلد ششم ص۵۰۳ سطر ۸ میں امام رازی لکھتے ہیں سورۃ الشعراء مکیۃ الا اربع ایات فانہا مدینۃ وھی والشعراء یتبعھم الغاوون الی اٰخرھا۔ انتھٰی بلفظہ

یعنی سورۂ شعرا مکی ہے۔ مگر اس میں چار آیتیں مدنی داخل کر دی گئی ہیں۔ اور وہ والشعراء یتبعھم الغاوون سے آخر تک ہے۔

افسوس جامع القرآن کو خلافِ ترتیب جمع کر کے گڑبڑ مچانے کا کوئی حق حاصل نہ تھا۔

سورۂ لقمان

تفسیر درمنثور مطبوعہ مصر جلد پنجم ص۱۵۸ سطر ۲۹ میں امام سیوطی لکھتے ہیں کہ نحاس نے اپنی تاریخ میں ابن عباس سے روایت کی ہے۔ قال سورۃ لقمان نزلت بمکۃ سوی ثلاث ایات منہا نزلت بالمدینۃ ولو ان ما فی الارض من شجرۃ اقلام الی تمام الایات الثلاث۔ انتھٰی بلفظہ

یعنی سورہ لقمان مکہ میں نازل ہوئی ہے۔ سوائے تین آیتوں کے جو مدینہ میں نازل ہوئی تھیں۔ وہ اس میں داخل کر دی گئیں۔ وہ آیتیں ولو ان ما فی الارض سے تین آیتوں تک ہے۔

تفسیر کبیر جلد ۶ ص۷۲۹ سطر ۱۴ میں امام رازی لکھتے ہیں۔ سورۃ لقمان تمامًا

مکی ہے۔ سوا دو آیتوں کے جو مدینہ میں نازل ہوئیں۔ وہ اس میں داخل کر دی گئی ہیں
فرمایا۔ صاحبان! بغرض نمونہ کے طور ان چار پانچ سورتوں کا تغیر تقدیم و تاخیر آیات
مکیہ اور مدنیہ میں مَیں نے پیش کر دیا ہے کہ مکی سورتوں میں بعض آیتیں مدنی داخل کر
دی گئی ہیں۔ اور مدنی سورتوں میں بعض مکی داخل کی گئی ہیں۔ حالانکہ جس طرح ترتیب
وار آیتیں نازل ہوتی رہی ہیں۔ اسی طرح ان کو جمع بھی کیا جانا چاہیے تھا۔ مگر قربان جائیے
خلیفۃ المسلمین حضرت عثمان کی اس جدّت کے کہ وہ خلاف تنزیل آیات کو ترتیب
دے کر قرآن جمع کر گئے ہیں۔ یہ ہے اہلسنّت کے قرآن کی وہ شان جس پر وہ
بڑے زور سے ایمان رکھنے کا دعوےٰ کرتے ہوئے شیعوں کو تحریف و تبدیل
قرآن کا الزام دیکر قرآن سے بے ایمان ہونے کا فتویٰ دے رہے ہیں۔ اور بذریعہ
پمفلٹ مطبوعہ اعلان کر رہے ہیں۔ کیا یہ شرم کا مقام نہیں۔ کہ جس مذہب کی روایات
قرآن مجید کی یہ گت بنا رہی ہوں۔ اس مذہب کے متمسکین کس منہ سے دوسروں
کو تحریف قرآن کے الزام میں بے ایمان ہونے کا فتوے دے سکتے ہیں۔ اس فتوے
کے تصدیق میں ہی تو یہ ان کے اعتقاد و ایمان بالقرآن کا پول کھولا گیا ہے۔ جس پہ
وہ اب ہاتھ ملتے رہ جائیں گے۔ کیونکہ خود کردہ را علاجے نیست۔

شیعہ مسلمان قطعاً تحریف قرآن کے قائل نہیں ہیں

ارشاد گیا صاحبان! میں اسوقت تک تو حضرات اہلسنّت کے مسلّمات معتمدہ
سے سنّیوں کے خلفاء راشدین۔ امہات المسلمین۔ روات موثقین اور اکابر محدثین
اور آئمہ مفسرین کے اقوال و مسانید سے سنّیوں کا عقیدہ تحریف حروف۔ الفاظ
آیات اور سورہائے قرآن۔ کمی۔ زیادتی۔ قرآن میں اغلاط کا رہ جانا۔ اور تقدیم و
تاخیر آیات مدنی و مکی پورے حوالوں کیساتھ کرتا چلا آیا ہوں۔ اب میں ببانگ دہل

تم پر یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ شیعہ موجودہ قرآن کو منزل من اللہ غیر محرف مانتے ہیں۔ جو شخص قرآن میں کمی زیادتی کا ہوتا ہماری طرف نسبت کرتا ہے۔ وہ کاذب اور مفتری ہے۔ تمام اصولی شیعوں کا یہی اعتقاد ہے۔ میں اپنے اس اعتقاد کے ثبوت میں حجج اسلام اور اکابر مجتہدین عظام کی تصدیقیں پیش کرتا ہوں۔ غور سے سماعت فرمائیں اور وہی شیعوں کا قیامت تک نا قابل تغیر صحیح عقیدہ اور عمل ہے:۔

نمبر(۱) رسالہ اعتقادات۔ حضرت علامہ شیخ صدوق علیہ الرحمہ (جو مسلم طور پر تمام شیعی دنیا میں اعتقادات صحیحہ مشہور ہے) مطبوعہ ایران ص ۲۸ سطر ۳ میں شیعوں کا عقیدہ قرآن مجید کے متعلق یوں مرقوم ہے۔ اعتقادنا ان القرآن الذی انزلہ اللہ تعالےٰ علیٰ نبیہ محمد صلعم ھوما بین الدفتین وھو ما فی ایدی الناس لیس باکثر من ذالک ومبلغ سورہ عند الناس مائۃ واربع عشر سورۃ وعندنا ان الضحےٰ والم نشرح سورۃ واحدۃ ولایلاف والم ترکیف سورۃ واحدۃ ومن نسب الینا انا نقول انہ اکثر من ذلک فھو کاذب انتھیٰ بلفظہ:۔

یعنی ہم شیعوں کا اعتقاد یہ ہے کہ قرآن جسکو خدا نے اپنے پیغمبر محمد صلعم پر نازل کیا ہے۔ جو اس وقت دو دفتی جلد کے اندر اور لوگوں کے ہاتھوں میں موجود ہے۔ یہ اس سے زیادہ نہیں تھا۔ اور اس کے سورے لوگوں کے نزدیک ایک سو چودہ ہیں۔ لیکن ہم شیعوں کے نزدیک سورۃ الضحےٰ اور سورۃ الم نشرح ایک سورۃ ہے۔ اور سورۃ لایلاف اور سورہ الم ترکیف ایک سورۃ ہے۔ اور جو شخص کہ ہم شیعوں کی طرف یہ نسبت دے کہ "ہم شیعہ کہتے ہیں کہ قرآن موجودہ مقدار سے زیادہ تھا" وہ شخص جھوٹا کذاب اور مفتری ہے:۔

فرمایا کیوں جناب سُن لیا آپ نے یہ ہے شیعوں کا اعتقاد صحیح قرآن کے متعلق فرمائیے اب تحریف قرآن کے قائل شیعہ ہوئے یا سنّی۔ آخر بتائیے تو سہی کیا شیعوں پر اس جھوٹ اور صریح افترا کرنے سے تمہاری مصنوعی خلافت ثابت ہو گئی۔ یا کہ قرآن پر تمہارے ایمان ہونے کا ثبوت ملگیا۔ کیا تمہارا قرآن پر ایمان ہونا۔ اسی کا نام ہے کہ شیعوں کو تحریف قرآن کا اتہام کر کے پمفلٹ نمبر ۵ میں ان کو بے ایمان لکھ دیا جائے۔ لعنت ہے ایسے جھوٹ پر۔ دعوےٰ تو کرنا قرآن پر ایمان رکھنے کا اور تہدید آیۃ قرآن "لعنت اللہ علے الکاذبین" کی پرواہ تک نہ کرنا۔ انصاف سے کہیو! کیا ایمان اسی رویہ کا نام ہے۔ اور سنّیوں کا اسلام انہیں قابلِ نفرت اخلاق فاسدہ کی ان کو تعلیم دیتا ہے۔ ھیھات ھیھات قد ضلت العقول وکلّت ارباب الفحول۔

نمبر (۲) **تفسیر مجمع البیان** ۔ مطبوعہ ایران جلد اوّل صہ ۵ سطر ۱۲ میں علامہ طبرسیؒ لکھتے ہیں۔ اما الزیادۃ فیہ فمجمع علے بطلانہ واما النقصان فیہ فقد روی جماعۃ من اصحابنا وقوم من حشویۃ العامۃ ان فی القرآن تغیّراً و نقصاناً والصحیح من مذھب اصحابنا خلافہ وھو الذی نصرہ المرتضیٰ قدس اللہ روحہ۔

صفحہ ایضاً سطر ۱۲ میں لکھا ہے۔ وذکر ایضاً ان القرآن کان علی عھد رسول اللہ مجموعاً مؤلفاً علی ما ھو علیہ الآن واستدل علی ذلک بان القرآن کان یدّرس ویحفّظ جمیعہ فی ذلک الزمان حتی عین علی جماعۃ من الصحابۃ فی حفظھم لہ وانہ کان یعرض علی النبی و یتلی علیہ وان جماعۃ من الصحابۃ مثل عبد اللہ بن مسعود وابیّ ابن کعب وغیرھما ختموا القرآن علی النبی صلعم عدۃ ختمات وکل ذلک یدل

بادنی تامل علی انه کان مجموعاً مرتباً غیر مبتور ولا مبثوث وذکر ان من خالف فی ذالک من الامامیہ والحشویة لا یعتد بخلافهم فان الخلاف فی ذالک مضاف الی قوم من اصحاب الحدیث نقلوا اخباراً ضعیفة ظنوا صحتها لا یرجع بمثلها عن المعلوم المقطوع علی صحتہ انتھیٰ بلفظہ ؛

اس عبارت کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ قرآن میں زیادتی کا واقع ہونا تو بالاجماع باطل اور غلط ہے۔ لیکن کمی واقع ہونے میں صرف چند شیعہ اور فرقہ حشویہ نے روایت کیا ہے۔ کہ قرآن میں تغیر اور نقصان واقع ہوا ہے۔ لیکن ہمارے مذہب (شیعہ) کا صحیح عقیدہ اس کے خلاف ہے۔ یعنی کمی بھی قرآن میں واقع نہیں ہوئی جس طرح کہ زیادتی قرآن میں واقع نہیں ہوئی ہے۔ علم الہدےٰ سید مرتضےٰ علیہ الرحمہ نے بھی اسی عقیدہ کی تائید کی ہے! اور فرمایا ہے کہ رسول اللہ صلعم کے زمانہ میں ہی قرآن جمع کر لیا گیا تھا۔ اسی موجودہ صورت میں جیسا کہ وہ اب ہے۔ اور اس پر دلیل یہ ہے۔ کہ پیغمبر صلعم کے زمانہ میں قرآن کا باقاعدہ درس ہوتا تھا۔ اور پڑھایا جاتا تھا اور سارا قرآن حفظ کیا جاتا تھا۔ اور صحابہ کی ایک جماعت خاص قرآن حفظ کرانے کے کام پر متعین کی گئی تھی۔ اور یہ کاروائی پیغمبر پر پیش کی جاتی رہی اور حفاظ برابر پیغمبر صلعم کو قرآن سناتے رہے۔ عبد اللہ بن مسعود اور ابی بن کعب وغیرہ صحابی تو کئی مرتبہ پیغمبر صلعم کو مکمل قرآن حفظ سنا چکے تھے ادنیٰ تامل کرنے سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ سب باتیں دلالت کرتی ہیں۔ کہ یہ قرآن اسی زمانہ پیغمبر صلعم میں ہی مرتب اور جمع کر لیا گیا تھا جس شخص نے بھی امامیہ اور حشویہ میں سے اس کے خلاف کہا ہے اس کا قول قابلِ اعتبار نہیں ہے۔ اور در حقیقت بات یہ ہے کہ جو لوگ بھی تحریف کے قائل ہوئے ہیں۔ وہ اصحاب حدیث (اخباری مذہب) ہیں۔ اور

ضعیف حدیثوں کو اُنہوں نے صحیح سمجھ لیا ہے۔ حالانکہ ضعیف حدیثوں کی بنیاد پر کسی صحیح اور یقینی الثبوت امر کو بدلا نہیں جا سکتا ؛

نمبر ۳۔ **قوانین الاصول** ۔ مطبوعہ ایران۔ جلد اوّل باب ۶ بحث کتاب صـ ۳۱۵ سطر ۱۰۔ علّامہ مرزا ابوالقاسم علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ اختلفوا فی وقوع التحریف والنقصان فی القرآن وعدمہ فعن اکثر الاخباریین انہ وقع فیہ التحریف والزیادۃ والنقصان وھو الظاھر من الکلینی و شیخہ علی بن ابراھیم القمی والشیخ احمد بن ابی طالب الطبرسی صاحب الاحتجاج وعن السیّد والصدوق والمحقق الطبرسی وجمھور المجتھدین عدمہ۔ انتھٰی بلفظہ ؛

یعنی اس میں اختلاف ہے۔ کہ قرآن مجید میں تحریف اور نقصان ہوا ہے یا نہیں اکثر اخباریوں (اہلحدیث غیر مقلدین) کے نزدیک تحریف۔ زیادتی اور کمی قرآن میں واقع ہوئی ہے۔ اور یہی علّامہ کلینی اور علامہ علی بن ابراہیم قمی اور صاحب احتجاج الائمہ شیخ احمد بن ابی طالب طبرسی سے بھی ظاہر ہوا ہے لیکن علم الہدےٰ سید مرتضےٰ۔ علامہ صدوق محمد بن بابویہ۔ محقق طبرسی محمد بن الفضل اور تمام جمہور مجتہدین شیعہ عدم تحریف قرآن کے قائل ہیں۔؛

(نمبر ۴) **تفسیر منہج الصادقین** ۔ مطبوعہ ایران۔ جلد اوّل۔ مقدمہ کتاب صـ ۵ سطر ۷ میں علامہ ملا فتح اللہ کاشانی طاب ثراہ لکھتے ہیں " قرآن مصئون است و محفوظ از زیادت و نقصان۔ اما عدم زیادت مجمع علیہ علمائے امت است واما عدم نقصان جمعے از اصحاب ما و حشویہ عامہ برانند کہ در قرآن تغیّر و نقصان ہست و صحیح در مذہب ما خلاف ایں است و علم الہدےٰ در مسائل طرابلسیات استیفائے ایں مبحث کردہ و تنقیح آن نمودہ و از جملہ آوردہ کہ علم بصحت نقل قرآن

ہمچہ علمست ببلدان وحوادث کبار و وقائع عظام وکتب مشہورہ واشعار مسطورہ
یعنی ہمچنانکہ شبہ نیست در وجود بلدان وحوادث و وقائع عظیمہ وکتب اشعار مشہورہ
ومعروفہ ہمچنیں خفائے نیست دراں کہ قرآن بہمان طریقیست کہ از نزدِ خدا بسید
انبیا نازل گشتہ بدوں شوب زیادت ونقص عنایات ودواعی متوافر است
برنقل وحراست آں چہ قرآن معجزہ نبوی است و ماخذ علوم شرعیت واحکام دینیہ
انتہیٰ بلفظہ +

(نمبر ۵) کتاب البیان - میں علامہ شیخ الطائفہ محمد بن الحسن طوسی علیہ الرحمہ لکھتے
ہیں - اما الکلام فی زیادتہ ونقصانہ فمما لا یلیق بہ لان الزیادۃ
فیہ مجمع علی بطلانہ والنقصان منہ فالظاھر ایضاً من مذھب
المسلمین خلافہ - انتھیٰ بلفظہ

یعنی قرآن کی زیادتی اور نقصان میں کلام کرنا کسی طرح مناسب ہی نہیں ہے
کیونکہ قرآن کی زیادتی کے بطلان پر تو اجماع قائم ہے - رہا کمی کا واقع ہونا
پس اس میں ظاہر یہ ہے - کہ مسلمانوں (شیعوں) کا مذہب قطعاً اس کے خلاف ہے،

(نمبر ۶) تفسیر لوامع التنزیل - مطبوعہ لاہور - جلد چہاردہم ص۲۳ سطر۲
(مصنفہ خاکسار مقرر) جو ۱۳۲۶ھ میں طبع ہوئی ہے - حسب ذیل الفاظ میں میں
نے قرآن کے متعلق اپنا اعتقاد ظاہر کیا ہے "واعتقاد آنست کہ قرآن وعترت
بعد از رسول بجائے رسول ہادی وراہبر برائے اُمت آنجناب صلعم است
چہ بالضرورت واضح است کہ ہرگاہ قرآن محرف ومتغیر المعانی متبدل الالفاظ
باشد مدار دین واسلام برآنکردن چگونہ صحیح تواند شد بر کتابے کہ سور وآیات
آنرا اغیار تحریف وتبدیل واحکام واوامر آنرا نعوذ باللہ تزئید وتنقیص نمودہ
باشد چہ اعتبار تواند بود -"

ارشاد کیا صاحبان! یہ چند معزز حوالے اکابر مجتہدین اسلام کے کافی سے زیادہ ہیں ان سے شیعوں کا اعتقاد مسئلہ تحریف قرآن کے متعلق بالکل صاف اور عیاں ہے اور مزید بیان کا اب محتاج نہیں رہا۔ خاکسار کا اعتقاد بھی اس کے متعلق آج سے پندرہ۱۵ سال پیشتر کا مطبوعہ و مشتہرہ آپ سن چکے ہیں۔ کہ تمام جمہور مجتہدین شیعہ اسی موجودہ قرآن مجید کو جو اس وقت ہم سب کے ہاتھوں میں بین الدفتین موجود ہے۔ رسول اللہ صلعم پر منزل من اللہ ہر حیثیت سے کامل و مکمل واجب التعظیم اور مفترض العمل سمجھتے ہیں اور قوانین الاصول و مجمع البیان اور منہج وغیرہ سے آپ کو معلوم ہو چکا ہے۔ کہ بعض اخباریوں نے روایات ضعیفہ کی بنا پر تحریف کا احتمال کیا ہے۔ وہیں جن کی نسبت یہ بھی مرقوم ہے۔ کہ ایسی ضعیف روایتیں اصولی شیعوں کے نزدیک قابل اعتماد و عمل نہیں سمجھی گئیں۔ صرف دو تین اخباریوں (غیر مقلدین) کے مخصوص خیال اور ناقابل عمل ضعیف روایات سے آپ تمام طبقہ مقلدین و جمہور مجتہدین شیعہ پر حجت قائم نہیں کر سکتے۔ خاصکر ایسی حالت میں جبکہ سینکڑوں برس سے شیعہ مجتہدین اپنی مصنفات میں عقیدہ تحریف کو باطل لکھتے چلے آ رہے ہوں ان کی نسبت تحریف کا الزام دینا اور پمفلٹ نمبر۵ کے ہیڈنگ میں جھوٹ اور خلاف واقع خارجی انجمن کا یہ لکھ دینا کہ "کیا رافضیوں کا قرآن پر ایمان ہے یا ہو سکتا ہے؟" بجائے خود خلاف دیانت بے ایمانی اور ایک ملحدانہ فعل ہے:

مصحف فاطمہ و علی علیہما السلام

ارشاد کیا۔ صاحبان! بعض نادان اثنا عشری کے طور شیعوں پر یہ طعن بھی کیا کرتے ہیں۔ کہ مصحفِ فاطمہؑ مصحفِ علیؑ۔ جفر جامع اور جفر ابیض۔ جیسے بڑے نام کتابیں

بھی شیعوں میں ہیں۔ اگر یہ سچ ہے تو وہ کتابیں کیوں اس میں نہیں دکھائی جاتیں۔ خاص کر قرآن علی جو اس قرآن سے کئی گونہ ہے سو اس کا جواب صاف ہے کہ یہ لوگ کتب مذکورہ کو وہ برائے نام کتابوں" کے لفظ سے یاد کرتے ہیں۔ کیوں؟ اسلئے کہ آج آپکے ہاتھوں میں ان کا وجود نہیں ہے۔ اور اپنی آنکھوں سے اس کا معائنہ و مطالعہ نہیں کر سکتے (بہت خوب) اگر ایسا ہی ہے۔ تو آپ کو مصحفِ آدم و ابراہیم و موسیٰ علیہم السلام اور دیگر انبیائے عظام کو بھی اسی طرح برائے نام کتابوں کی فہرست میں داخل سمجھنا چاہیے کیونکہ اس وقت آپ کے ہاتھوں میں ان کا بھی وجود نہیں ہے ؛

اور اگر" برائے نام" کہنے کا یہ مطلب ہے کہ فی الواقع کتب مذکورہ کا وجود نہ تھا محض فرضی نام ہیں۔ جو آئمہ شیعہ اور اُن کے رواۃ کے تراشے ہوئے ہیں تو آپ کو پہلے اپنے ہاں اہلسنت کے ان تمام کبار علمار کی تکذیب کرنی چاہیے جنہوں نے اپنی کتابوں میں مصحفِ مذکورہ کا ذکر کمال وثوق کے ساتھ کیا ہے۔ اور اصول و قواعد پر وہ کتابیں اُن کے خیال میں بنی تھیں۔ ضیق وقت کا خیال مانع ہے ورنہ میں ان کی اصل عبارتیں بھی آپ کو سُنا دیتا۔ ینابیع المودۃ میں شیخ سلیمان حنفی نے ان کی عبارتوں کو نقل کیا ہے۔ (۱) درۃ المعارف مصنفہ شیخ عبدالرحمان بن محمد بن علی بن احمد البسطامی (۲) کتاب الدر المنظم مصنفہ امام کمال الدین محمد بن طلحہ شافعی (۳) کتاب الدار المکنون والجواهر المصون لحلی الصحیفات الجفریہ بالقواعد الجفریہ للشیخ محی الدین العربی وغیرہ ملاحظہ فرمائیں۔ افسوس تم کو اپنی مذہبی ایسی مشہور کتابوں پر بھی عبور حاصل نہیں ہے۔ اس جہالت اور کم مائگی پر شیعوں کو طعن کر کے تم شیعوں کا کچھ نہیں بگاڑتے۔ مگر تمہارے طعن کے جواب میں تمہاری مذہبی ہستی مٹتی چلی جا رہی ہے۔ اب عنقریب آپ دیکھ لیں گے۔ کہ سارا زمانہ مصحفِ خدا (قرآن صامت) اور عترتِ رسولِ مصطفےٰ (قرآن ناطق) پر جمع ہو جائیگا۔ اور مٹھاس کی چاٹ پر جمی ہوئی مکھیاں

اب علمی بادلوں کی تیز اور تند ہوا سے سب اُڑ جائیں گے۔ انشاء اللہ تعالےٰ ؛

قرآن علی علیہ السلام کے متعلق بھی سُن لیں۔ کہ شیعوں کا اعتقاد صحیح اس کے متعلق حسب ذیل ہے۔ ؛

قوانین الاصول۔ مطبوعہ ایران جلد اوّل ص ۳۱۵ سطر ۱۲ میں لکھا ہے۔

وکلام الصدوق فی اعتقاداته ان المراد جاور د فی الاخبار الدال له علی ان فی القرآن الذی جمعه امیر المومنین علیه الصلوٰة والسلٰم کان زیادته لم تکن فی غیرة انها کانت من باب الاحادیث القدسیۃ لا القرآن۔ انتھٰی بلفظہ

یعنی حضرت علامہ صدوق علیہ الرحمہ کا کلام قرآن علیؑ کے متعلق یہ ہے۔ کہ حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ علی علیہ السّلام نے جو قرآن جمع کیا تھا۔ اس میں جو زیادتی ہے وہ اس کے سوا کسی اور قرآن میں نہیں ہے۔ وہ زیادتی نفس قرآن میں نہیں تھی۔ بلکہ اس میں احادیث قدسیہ بھی جمع کی گئی تھیں فرمایا۔ تو اب اس سے صاف ثابت ہوا کہ صحیفۂ علیؑ میں بھی نفسِ قرآن اسیقدر تھا۔ جو اس وقت موجود ہے۔ زیادتی احادیث قدسیہ کی تھی۔ مگر ان نادانوں نے نخواہ مخواہ کچھ کا کچھ مشہور کر دیا۔ "فانھم قد ضلّوا و ضلّوا" اور ان کی گمراہی کا سبب یہ ہے۔ کہ قرآنِ ناطق (عترت رسولؐ) کی پیروی۔ اور قرآنِ صامت (کتاب اللہ) پر عمل کرنا انہوں نے مطلق چھوڑا۔ اور صراطِ مستقیم سے مُنہ موڑا ؛

فرمایا عزیزو! یاد رکھو کہ خدا نے دو چیزیں اپنے بندوں میں امانت رکھیں۔ قد جاءکم من اللہ نور وکتاب مبین پ۶ ع ۷ ؛

یعنی اے لوگو! خدا کی طرف سے دو چیزیں تمہارے لئے آئی ہیں۔ ایک نور (محمد صلعم) دوسری کتاب (قرآن) پیغمبر اسلام علیہ وآلہ السلام بھی اپنے بعد کے لئے قیامت تک آنیوالی نسلوں کے لئے قرآن کو تنہا چھوڑنا نہیں چاہتے۔ بلکہ

سنت اللہ کے مطابق امت کے تمسک اور صراط مستقیم پر قائم رہنے کے لئے دو چیزیں چھوڑ جاتے ہیں۔ جس کو محدثین اہلسنت نے حسب ذیل روایت کیا ہے +

تفسیر کبیر مطبوعہ مصر جلد سوم صہ ۲۴ سطر ۲۹ میں امام رازی لکھتے ہیں کہ ابو سعید خدری نے پیغمبر صلعم سے روایت کی ہے - انہ صلعم قال انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ تعالیٰ حبل ممدود من السماء الی الارض و عترتی اھل بیتی۔ انتھیٰ بلفظہ

تفسیر در منثور مطبوعہ مصر جلد دوم صہ ۶۰ سطر ۲۰ میں امام سیوطی یوں رقم طراز ہے۔ کہ احمد نے زید بن ثابت سے روایت کی ہے کہ پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے۔ انی تارک فیکم خلیفتین کتاب اللہ عزوجل حبل ممدود ما بین السماء والارض و عترتی اھلبیتی وانھما لن یتفرقا حتی یردا علی الحوض انتھیٰ بلفظہ

یعنی اے لوگو! میں اپنے دو خلیفے تمہارے درمیان چھوڑتا ہوں۔ ایک تو خدا کی کتاب (قرآن مجید) ہے۔ جو ایک کھینچی ہوئی رسی کی طرح ہے۔ درمیان آسمانوں اور زمین کے دوسرا خلیفہ میرا۔ عترت میری ہے۔ جو میری اہلبیتؑ ہے۔ یہ میرے دونوں خلیفے (قرآن اور اہلبیتؑ محمد صلعم) ایک سے دوسرا جدا نہ ہوگا۔ یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے تک نہ پہنچ جائیں۔ +

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ

ارشاد کیا۔ دوستو! اہلسنت کی ان مذکورہ روایتوں سے خلفاء رسول کون ہوئے؟ قرآن مجید اور حضرت ابوبکر۔ عمر۔ عثمان۔ معاویہ۔ یزید وغیرہ۔ یا کہ قرآن و عترت و اہلبیتؑ پیغمبر صلعم۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ تم کیوں اپنے مذہبی مسلمات کے

خلاف خود ساختہ باتوں کو تو مذہب بنا لیتے ہو۔ مگر جس کے تمسک کا حکم پیغمبر اسلام دیتا ہے چھوڑ دیتے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

فرمایا۔ یاد رکھو۔ کہ خلیفتین سے خواہ کوئی امتی متمسک ہو۔ یا منفک پیغمبر اسلام علیہ وآلہ والسلام کی اس پیشین گوئی کے مطابق۔ یہ دو خلیفے حوض کوثر پر پہنچ جانے تک ایک سے دوسرا جدا نہ ہوں گے۔ خارجی المجنبیں جدائی ڈالنے میں خواہ کتنی ہی جدوجہد کریں۔ خدا اور رسولؐ کا وعدہ ٹل نہیں سکتا ہے۔

اُمّت کا رویّہ ثقلین اور خلیفتین سے

فرمایا۔ اُمت بجائے اسکے کہ اُس مُسلّمہ فریقین حدیث رسول صلعم پر بالاتفاق عامل ہوتی دو گروہ میں متفرق ہو گئی۔ ایک گروہ تو قرآن کو کامل مکمل منزل من اللہ پیغمبر پر سمجھتا ہے اور اہلبیتؑ عترت کو بھی مثل کتاب اللہ قرآن ناطق جانتا ہے۔ اگر کتاب صامت (قرآن) کو محفوظ و مصئون تحریف سے مانتا ہے۔ تو قرآن ناطق (عترت) کو محفوظ و معصوم تمام معاصی صغیرہ و کبیرہ سے جانتا ہے۔ ان کی خوشی میں خوشی مناتا اور غمی میں مغموم ہوتا ہے جیسا کہ تمام دُنیا میں سچّی محبّت کا اصول اور اقتضا بھی مانا گیا ہے

دوسرا گروہ اگر کتاب صامت (قرآن) کے حرفوں۔ لفظوں۔ آیتوں اور سورتوں کی تحریف زیادتی اور کمی کا قائل قرآن میں چار غلطیوں کے موجود ہونے کا معتقد ہے تو کتاب ناطق (اہلبیتؑ عترت) کے غیر معصوم ہونے کا قائل ان کی غمی میں خوشی منانے کا معتقد ہے۔ کیونکہ اس کے نزدیک روز عاشورہ یوم شہادتِ مظلومِ کربلاؑ فرزند رسول مصطفےٰؐ عید اور یوم السرور ہے۔ اس روز خوشی منانے۔ سرمہ لگانے۔ لباس فاخرہ پہننے لقمہ و تر حلوا کھانے کے لیے بذریعہ اشتہاراتِ مطبوعہ ان کی طرف سے اعلان کیا جاتا ہے۔ روز عاشورہ خاص طور پہ فرزند رسولؐ (قرآن

ناطق حسینؑ) کے غم میں ماتم کرنیوالوں کا پانی بند کیا جاتا ہے۔ سقاؤں کو پانی پلانے سے روکا جاتا ہے۔ سواری فرزند رسول (ذوالجناح) پر پھلیروں کو پھول دینے سے روک دیا جاتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ مگر اہلِ ہنود کے بڑے بُت ودسہرہ کی سالانہ تقریب میں یہ گروہ خوشی سے شریک ہوتا۔ سبیلیں لگاتا اور پھول برساتا ہے ایسی صورت میں محققین اب خود ہی فیصلہ کرلیں۔ کہ پہلا گروہ یعنی مطیع ثقلین۔ بتبع خلیفتین سچے اور حق پر ہیں۔ یا گروہ ثانی غم حسینؑ میں خوشی منانیوالا اور **قرآن میں چار غلطیاں** ماننے والا۔ ہم نے اس کا فیصلہ تمہارے ایمان اور انصاف پر چھوڑا

وسیعلم الذین ظلموا اَیّ منقلب ینقلبون۔

آریہ دوستوں سے خطاب

ارشاد کیا۔ صاحبان! آپ کو یہ اچھی طرح معلوم ہوچکا ہے۔ کہ آج میری اس تقریر کے دو پہلو ہیں۔ ایک پہلو تو قرآن میں تحریف کا ہونا ہے۔ یہ عقیدہ اور عمل سُنّی مسلمانوں کا ہے۔ کیونکہ سُنیوں کی معتبرہ کتابوں سے بحوالہ صفحہ وسطر و مطبع و نام کتاب و مصنّف میں لے یہ ثابت کیا ہے۔ کہ سُنیوں کے خلیفہ جامع القرآن حضرت عثمان نے بقول انہیں کے موجودہ صورت میں خدا کی اس کلام پاک کو جمع کیا ہے۔ اور سُنیوں کے ہی ثقہ راوی روایت کرنے والے اور سنیوں کے ہی اکابر آئمہ محدثین و مفسّرین انکی ان روایتوں کے ناقل و عامل اور قائل ہیں کہ خلیفہ عثمان کے اس جمع کیئے ہوئے قرآن میں تنسیخ کے علاوہ حرفوں۔ لفظوں آیتوں۔ اور سورتوں کی تحریف۔ کمی۔ زیادتی اور آیات کی تقدیم و تاخیر مکی اور مدنی سورتوں میں ہوئی ہے۔ یہاں تک کہ اُم المسلمین حضرت عائشہ اور خلیفۃ المسلمین حضرت عثمان نے قرآن جمع ہو جانے کے بعد چار نحوی غلطیاں قرآن میں عمداً باقی

رہنے دیں یہ کہہ کر کہ عرب خود اپنی زبان کے مطابق ان کو درست کر لیں گے۔
لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

دوسرا پہلو میری اس تقریر کا عدم تحریف قرآن ہے۔ یہ عقیدہ قرآن کے متعلق شیعوں کا ہے۔ کیونکہ شیعوں کی معتبرہ کتابوں سے بھی بحوالہ نام کتاب و مصنفؒ و مطبع و صفحہ و سطر میں یہ ثابت کر چکا ہوں کہ اسی موجودہ بین الدفتین قرآن مجید کو شیعہ منزل من اللہ مانتے ہیں۔ اور زیادتی یا کمی قرآن کے مطلق قائل نہیں ہیں۔ جن دو ایک شیعہ علماء نے تحریف قرآن کا ذکر کیا بھی ہے۔ اوّلاً تو وہ نقل روایت ہے۔ نہ اظہار عقیدہ اور وہ منقولہ دو ایک روایتیں بھی تمام اکابر علماء اور جمہور مجتہدین شیعہ کے نزدیک روایات ضعیفہ ناقابل اعتماد و عمل ہیں۔

مزید برایں ناقلین روایات مذکورہ عموماً اخباری ہیں۔ نہ اصولی شیعہ اور انکے متعلق آپ سن ہی چکے ہیں۔ کہ علامہؒ مرزا ابو القاسم رحؒ نے قوانین الاصول میں اور علامہؒ طبرسی نے مجمع البیان میں مفصلؒ کھول کر یہ بیان کر دیا ہے۔ کہ عموماً اخباری مذہب کے لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں۔ اور ان علماء میں سے صرف تین ایسے عالم انہوں نے پیش کئے ہیں۔ جنہوں نے تحریف کا ذکر کیا ہے۔ غرض جس طرح اخباری تقلید کے قائل نہیں۔ اور اصولی قائل ہیں۔ اسیطرح اخباری قرآن کی تحریف کے قائل ہیں اور اصولی قائل نہیں ہیں مسئلہ تقلید میں جسطرح اخباری اصولیوں کے اعتقاد کے پابند نہیں۔ مسئلہ تحریف قرآن میں اسی طرح اصولی بھی۔ اخباریوں کے اعتقاد سے متفق نہیں ہیں۔ پس جس طرح اخباریوں پر اصولیوں کے اجتہاد و تقلید کا اعتقاد حجت نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح اصولیوں پر یہ اخباریوں کا اعتقاد تحریف قرآن بھی حجت نہیں ہو سکتا۔

اندریں صورت میری گذارش صرف اسی قدر ہے کہ آیندہ جو صاحب خواہ ہندو ہو یا عیسائی۔ خاصکر آریہ صاحبان اگر مسئلہ تحریف قرآن پر کچھ لکھنا چاہیں۔ یا لکچر دینا

چاہیں۔ تو عقیدۂ تحریف قرآن میں سب مسلمانوں کو متہم نہ کیا کریں۔ بلکہ سُنّی مسلمان اور شیعہ مسلمانوں کے عقیدہ کا ضرور لحاظ رکھا کریں۔ کیونکہ شیعہ تحریف قرآن کے مطلق قائل نہیں ہیں۔ اور سُنّی قرآن میں ہر قسم کی تحریف کے قائل ہیں۔ اسلئے وہ ایسی باتوں سے حقیقی اسلام پر کسی طرح حجت قائم نہیں کر سکتے کیونکہ حقیقی اسلام (شیعہ مذہب) ان قابل نفرت باتوں سے ہر طرح پاک اور مبرّا ہے ؛

فرمایا بس سنیوں کی اس مطبوعہ تحریر کے جواب میں کہ "رافضیوں کا ایمان قرآن پر ہے یا ہو سکتا ہے" پمفلٹ نمبر ۵ بابت ماہ جنوری ۱۹۲۳ء مسئلہ تحریف قرآن کو بادل ناخواستہ کافی سے زیادہ دلائل قاطعہ اور جوالجات کتب حدیث و تفاسیر معتمدہ اہلسنت جماعت سے ہیں ثابت کر چکا ہوں۔ کہ تحریف قرآن خاص سنیوں کا مذہب ہے۔ اور قرآن میں ہر قسم کی تحریف کے یہ لوگ قائل۔ ناقل اور عامل ہیں اب ناظرین خود فیصلہ کر لیں۔ کہ آیا سنیوں کا ایمان قرآن پر نہیں ہے یا شیعوں کا۔ نادانو آؤ خدا سے ڈرو۔ آیندہ کسی مذہب پر افترا کرنا چھوڑ دو۔ ورنہ یاد رکھو۔ کہ ایسی ناجائز باتوں سے تم خود ہی اپنے مذہب کی ہستی مٹانے کا باعث ہو رہے ہو۔ خدا تمہارا بھلا کرے۔ جو تم نے شیعوں پر بہتان کئے۔ افترا باندھے۔ جب ان سربستہ رازوں کا انکشاف ہوا۔ صحابہ اور خلفاء پرستی کا راز تمہاری مسلمات سے افشاء کیا گیا اور طبقہ محققین کو بھی حق و باطل میں تمیز کرنے کا موقع ملا اور اس خدائے قوی و قیوم نے اس ضعیف اور کمزور آواز کو اعلاء کلمۃ الحق میں ایسا موثر اور بارآور کیا۔ کہ آج اسی کے فضل و احسان سے حق تسلیم کرنے میں آواز لبیک ہر طرف سے میرے کانوں میں گونج رہی ہے۔ اس حیثیت سے دائرۃ الاصلاح اور معین الاسلام دونوں انجمنوں کا ایک حد تک میں ممنون کرم ہوں۔ جنہوں نے تحقیق و انفاذ حق کے لئے خود یہ اسباب پیدا کئے جس سے خاکسار کو ایسے مابہا النزاع مختلف فیہا سربستہ مسائل پر تقریر و تحریر کا موقع مل گیا۔ اور طبقۂ محققین کو حق و باطل کے پرکھنے کا

فرمایا۔ بس اب وقت بہت گذر چکا ہے۔ لہذا میں اپنی تقریر کو ختم کرتا ہوں اور صمیم قلب سے حاضرین کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ کہ اپنے تحمل و استقلال سے سماعت فرمایا ؛ (المقرر :- علی الحائری)

ظفر رقم منصوروالی

تحفۃ العوام مصدقہ جدید

پچاس ساٹھ سال کے عرصے میں بہت کوششیں ہوئیں کہ کوئی دوسری فقہی کتاب اسکی جگہ لے لے مگر اس کتاب کے مولف اوّل نے نامعلوم کس خلوص پر اسکی بنیاد رکھی تھی۔ باوجود اس کے کہ ہم نے بھی اسکے مختلف ایڈیشن چھاپے مگر ہر مرتبہ کوئی کوئی نہ کوئی کمی رہ ہی گئی اس مرتبہ تقدس مآب مولانا مولوی سید منظور حسین صاحب قبلہ زاد مجدہم خطیب مسجد جامع حائری صاحب قبلہ مرحوم نے اپنے مخلصانہ جذبہ دینی کے تحت ہمیں حکم دیا۔ کہ اب جدید ایڈیشن ۵۸ھ میں ایسا طبع کیا جائے جسمیں حتی الامکان کوئی ضروری بات رہ نہ جائے۔ اور غیر ضروری امور کا دخل الحظ جائے۔ چنانچہ ریاضت شاقہ کے بعد حضرت مولانا ممدوح نے یہ ایڈیشن اضافات جدیدہ اور عام فہم زبان عبارات کیساتھ ایسا مکمل فرمادیا کہ اب اس کو تحفۃ العوام اکمل کہنا موزوں ہوگا اس ترتیب میں اضافہ ہوگیا۔ جس کی بناپر ایک روپیہ کا معمولی اضافہ بھی قیمت میں کرنا پڑا۔ چونکہ چار سو صفحات کی بجائے ضخامت اب پانچ سو صفحات پر پہنچ گئی ہے۔ اسلئے ہدیہ بھی تین روپے کی بجائے چار روپے ہوگیا ہے۔ قلم وغیرہ بھی اور تحفۃ العواموں کے مقابل جلی اور دیدہ زیب دکھا گیا ہے۔ اسلئے مومنین اس ایڈیشن کو بھی اپنے زیر مطالعہ رکھنا پسند فرمائیں گے۔ کتاب بھی ایسی ہے کہ ایک گھر اور ایک خاندان میں جتنے ایڈیشن بھی اس کے ہوں ضرورت کے وقت اکثر کام آتے ہی رہتے ہیں خصوصیت خاصہ اس ایڈیشن کی یہ ہے کہ حضرت علامہ بروجردی کے فتاویٰ کے مطابق جناب مولانا ممدوح نے اس کو بنادیا ہے۔ اور حضرت بروجردی دامت برکاتہم کی تقلید کی طرف جسطرح تمام شیعی دنیا کھینچتی چلی جارہی ہے۔ اس لئے یہ جدید ترین ایڈیشن نعمت غیر مترقبہ ہے۔ مومنین بالکل جلد اس کی خریداری کی طرف متوجہ ہوں تاکہ ختم ہونے پر انتظار لبا رنہ کرنا پڑے وما علینا الا البلاغ۔ قیمت چار روپیہ۔ مجلد ولایتی ڈائی دار پانچ روپیہ چار آنے (مہتمم)

مینجر کتب خانہ حسینیہ حلقہ نمبر ۵۲ موچی گیٹ لاہور

کتبِ فقہ

جامع المسائل

یہ تسلیم شدہ امر ہے کہ ہر زمانہ میں مجتہد اعلم کی تقلید واجب ہے۔ موجودہ وقت کے سب سے بڑے مجتہد حضرت سرکارِ حجۃ الاسلام آقائے سید حسین صاحب قبلہ مجتہد اعظم بروجردی طباطبائی ہیں۔ جن کے متعلق حضرت سرکار حجۃ الاسلام آقائے ابو الحسن قبلہ اعلی اللہ مقامہ نے بھی توثیق فرمائی تھی۔ دل میں نیت یا زبان سے اقرار کرنے کا نام تقلید نہیں ہے بلکہ نیت کیساتھ کسی خاص مجتہد کے فتووں پر عمل کرنے کا نام تقلید ہے۔ سرکارِ حجۃ الاسلام کے تفصیلی فتاوی فارسی زبان میں شائع ہونیکی وجہ سے اُردو دان مومنین ان پر عمل کرنے سے محروم تھے۔ الحمد للہ کہ جامع المسائل جس میں سرکار حجۃ الاسلام مدظلہ العالی کے تفصیلی مسائل ہیں اُردو میں طبع ہو گئی ہے۔ زبان سلیس اور آسان ہے۔ تاکہ معمولی خواندہ انسان بھی آسانی سے سمجھ سکے۔ مومنین کی خدمت میں التماس ہے کہ جلد سے جلد اس کتاب کی خریداری فرماکر ایمانی احساسات کا ثبوت دیں۔ ۲۰×۲۹/۸ کے ۴۴۴ صفحات پر شائع ہوئی ہے۔ لکھائی چھپائی کاغذ دیدہ زیب۔ سرورق سہ رنگا بلاک۔ قیمت صرف چار روپے چار آنے مجلد ڈائی دار ولایتی پانچ روپے آٹھ آنے۔ محصول ڈاک بذمہ خریدار ؎

نمازِ جعفریہ مترجم مع اصولِ دین

جس میں صاف و سادہ عام فہم اُردو محاورے میں اصولِ دین با دلائل اور مقدماتِ نماز غسل۔ وضو اور فروعاتِ دین۔ نجاست غسل۔ طہارت اور واجب نمازیں مع

جملہ مسائل و احکام متعلقہ نمازِ جمعہ۔ عید الفطر عید الضحیٰ خطبات عیدین و اوقاتِ نماز۔ شکیاتِ نماز۔ جماعت۔ تکبیرات۔ عیدین زکوٰۃ۔ فطرہ۔ قربانی۔ نمازِ آیات۔ قسم۔ طواف۔ اجارہ۔ سفر۔ قضاءِ والدین۔ احتیاط وغیرہ۔ غسلِ میت۔ ترکیبِ کفن۔ نمازِ میت۔ تلقین اور چاند دیکھنے کے وقت کے نقوش۔ قمر در عقرب۔ نحسِ صغر۔ تواریخ ایامِ ہفتہ۔ طریقِ استخارہ۔ ولادت و شہادت و وفاتِ چہاردہ معصومین علیہم السلام۔ غرضکہ اس رسالہ نمازِ جعفریہ کے ہوتے ہوئے تحفۃ العوام کی ضرورت نہیں رہتی مطابق فتوے شمس العلماء علامہ سید علی الحائری صاحب قبلہ اعلی اللہ مقامہ و مطابق فتویٰ آقائی حجۃ الاسلام سید حسین صاحب قبلہ بروجردی مجتہد اعظم دام ظلہ العالی قیمت ۹ آنے ؎

زینۃ العابدین

مؤلفہ مولانا سید منظور حسین صاحب قبلہ امام جمعہ و جماعت لاہور۔ یہ کتاب حال ہی میں چھپی ہے جس میں ہر قسم کے فضائلِ نمازہائے سنتی۔ اہمیت نوافل یومیہ و دعائیں۔ بیانِ تہجد۔ نمازِ شب شفع۔ وتر چہاردہ معصومین کی نمازیں نماز جعفر طیار۔ سلمان فارسی۔ نمازِ اعرابی۔ شکر۔ مغفرت۔ توبہ۔ ردِ مظالم۔ مغفرت والدین۔ تحفۂ وصیت۔ ہدیۂ میت۔ نمازِ حاجت اور خاص دنوں کی سنتی نمازیں مثلاً عید غدیر۔ مباہلہ۔ یوم بعثت و شب بعثت۔ لیلۃ الرغائب۔ نیمہ شعبان۔ شب عید الفطر۔ روزِ عاشورہ۔ عید نوروز وغیرہ با ترجمہ مفصل درج ہیں۔ غرض اسکے ہوتے ہوئے دوسری کتاب کی ضرورت نہیں رہتی۔ کاغذ لکھائی چھپائی عمدہ۔ قیمت صرف ۱۲ / ؎

منیجر کتب خانۂ حسینیہ حلقہ نمبر ۲ زون نمبر ۸ **موچی دروازہ۔ لاہور** ؎

chieve our target.